جمال الدین افغانی

مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

مشاہیر عالم کی سوانح عمریاں

مشاہیر ہند
۲ روپیہ

بھارت سپوت
۸ آنہ

ٹولسٹائی
۴ آنہ

حیات جاوید
چار روپیہ

حیات محمود

اسیر مالٹا شیخ الہند مولانا
محمود الحسن صاحب کی سوانح
حیات جس کو مولانا حسین احمد
صاحب جانشین خاص
حضرت الامام شیخ الہند طاب
ثراہ نے تالیف فرمایا۔
شیخ الہند نے اسلام اور
حریت کی خاطر قید ہو کر
میں وہ وہ مصیبتیں جھیلیں
جنھیں پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہوتے
ہیں مالٹا کی اسیری کے مکمل
و مفصل حالات پڑھنے کے
قابل ہیں قیمت دو روپیہ

وقائع عالمگیر
۲ روپیہ

وقار حیات
پانچ روپیہ

البیرونی
۱ روپیہ ۸ آنہ

مجاہدین
سرافیش
۲ روپیہ

جہان آرا
۸ آنہ

مہدی سوڈانی
۱ روپیہ

مہاجرین
۴ روپیہ ۸ آنہ

ترکان احرار
۱ روپیہ ۴ آنہ

JAMAL-UD-DIN AFGHANI

عرض

ہمارے ایک عزیز دوست نے دنیائے اسلام کے بہترین فرزند، دور حاضر مین عالمگیر اتحاد اسلامی کے اولین داعی اور مشرق کے اعظم ترین مصلح سید جمال الدین افغانی کے حالات ترتیب دیئے ہیں ۔ یہہ کس قدر افسوس ناک امر ہے کہ اتنے بڑے انسان کی زندگی کے واقعات اب تک نہ صرف عام لوگونکی نظروں مے مخفی ہین بلکہ بہت کم ایسے تعلیم یافتہ ملینگے جو انکے متعلق پوری واقفیت رکھتے ہوں اور اکثر تو انکے نام نامی سے بھی نا آشنائے محض ہونگے *

یہہ بلا خوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ یورپ کی عیسائی حکومتوں کو انکے جوع الارض نے خوفناک درندوں اور بھیڑیوں کی شکل مین تبدیل کردیا ہے جو اپنے خونی پنجوں سے دول اسلام کو چیرتی اور پھاڑتی ہین ۔ گو ان مین باہمی رقابتونکی وجہ سے کتنا ہی اختلاف ہو، مگر دنیائے اسلام کے مقابلہ میں سب کی سب ایک ہوجاتی ہیں، اور الکفر ملۃ واحدۃ کی بموجب تصویر اتحاد بن جاتی ہیں *

سید جمال الدین نے اپنی دور بین نگاہوں سے اس مصیبۃ

ظمی اور داهیهٔ کبری کو دیکهه لیا تها جو امت اسلامیه کی انتشار
اختلاف اور سفید رنگ مسیحي اقوام کی اتحاد وائتلاف کي
جه می دنیا سۓ اسلام پر نازل هونی والا تها ، اس فتنه عمیاء
ی مسلمانون کو بچـانی اور ان کو خیر امة اخرجت للناس بنانی
بلئی انهون نی اپنی تمام زندگي وقف کردي *

اس وقت تك اس فقید الشرق کی حالات میں کـئی
سائل شائع هوچکی هیں مگر هماري راۓ یهه هی که یهه
اب سب پر فوقیت رکهتي هی ، اور اس مین بهت سی ایسی
اتل نظر آئینگی جو دوسري کتابون مین نهین هیں ـ اس
ہسید محترم اور ان کی بهترین جانشین شیخ محمد عبده کي
اویر بهي هیں جو خاص طور پر فرانس میں تیار کراي گئي هیں *

مصنف علام اپنا نام شائع کرنا نهیں چاهتی اور انهین یهي
ر معلوم هوتا هی که پس پرده ملك و ملت کي خدمت انجام
ن ـ اس لئی میں اس کتاب کو اپنی زیر ادارت شائع کرتا هون
، اسي لئی مجهی یهه چند سطرین تمهید کی طور پر لکهني پڑین *

عبد الحی

پروفیسر جامعه ملیه اسلامیه علي گڈه

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی

تمہید

ارجن کو خطاب کرتی وقت سری کرشن جی نے بنی نوع انسان کی جس طبقه کا ذکر کیا هی، اس سی مراد ایسی اشخاص هیں جو خوف و طمع کی بندے نہیں هوتی اور جن کا واحد مقصد الله کی مخلوق کو بہتر راسته پر چلانا هوتا هی ــ سید جمال الدین افغانی یقیناً اسی زمره میں شامل هونی کی مستحق هیں ــ انکی بیباکی، صداقت شعاری اور غربت اس حقیقت پر شاهد هیں که انهون نی حق کی حمایت مین بادشاهون تک کی پروا نه کی، اور اگرچه انهیں دولتمند بن جانی کی ایک دو نهیں بلکه بیسیون مواقع حاصل تهی، مگر انهون نی همیشه غربت میں رهنی کو ترجیح دی ــ وه دنیاے اسلام کو اخلاقی، معاشرتی، ذهنی اور سیاسی اعتبار سی بہتر بنانی کی خواهشمند تهی، اور اپنی ساٹهه ساله زندگی مین جو کچهه ان سی بن پڑا اپنی مقصد کو حاصل کرنی کیلئی انهون نی کیا ــ اور مرتی وقت وه یقیناً اپنی جی میں خوش هونگی که انکی زندگی اکارت نهیں گئی*

سیدجمال الدین اپنی دور کی بہترین عالم تھی ، اور
گرچہ انہیں ہم سی جدا ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گذرا ، تاہم
، میں اور کچھہ عرصہ پیشتر کی علما سے ہندوستان میں ایک
یان فرق معلوم ہوتا ہی -- سید کا علمائے ہندوستان کی
ساتھہ تقابل کرنی سی میں ہندي علما کي شان کی خلاف
یہ کہنا نہیں چاہتا ، میں صرف واقعات کا لحاظ کرتی ہوئے
ا عرض کرنی کي اجازت چاہتا ہون کہ اگرچہ علامہ موصوف
بقول بلنٹ کسي زبردست درس گاہ میں تعلیم نہیں پائي تھي ،
. نہ ابتداء میں انہیں روشن خیال لوگوں کي صحبت میسر
ي ، تاہم انہوں نی درس ، مطالعہ اور غور و فکر کر کی
اسے اسلام کی امراض کي نبض شناسي کي اور اپني
اري عمر عزیز خدمت اسلام میں صرف کي -- انہوں نی تاہل
، زندگي بسر نہیں کی اس لئی کہ وہ اٹلي کی ہیرو میزیني کي
ح اپني قوم اور مذہب سی شادي کرچکی تھی *

عالم اسلام

جو زمانہ سید جمال الدین نی پایا تھا وہ اس لحاظ سی
باسے اسلام کي تاریخ میں اہم سمجھا جائیگا کہ اس وقت سارے

عالم اسلام میں قعر انحطاط سے نکلنے اور ترقی کی جانب بڑھنے
کی کوشش کی جارہی تھی — ہندوستان میں وہ لوگ جو ہنگامہ
سنہ ۱۸۵۷ع کے بعد مسلمانان ہند کی تعلیمی، اخلاقی اور مذہبی
پستی کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر چکے تھے، اور دہلی، لکھنو
اور دیگر مقامات میں "یک گردش نیلوفری" امیروں کو غریب
ہوتے دیکھ چکے تھے، غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے
تھے کہ ہندی مسلمانوں کی ترقی صرف اسی وقت ممکن ہے جب کہ
وہ جدید تعلیم کے ہتھیار سے مسلح ہو جائیں — ایران میں محمد علی باب
نے بھی اپنے ملک کی حالت زار کی نجات مذہبی اور اخلاقی
اصلاح میں پائی تھی — چنانچہ انہوں نے اپنی جدوجہد کا دائرہ
اسی جانب مبذول رکھا، اور سرسید کی طرح ملک کی سیاسیات
سے بالکل الگ تھلگ رہے — مصر میں شیخ محمد عبدہ اور دیگر
اکابر قوم تعلیمی انقلاب کے ذریعہ مصر کی نجات حاصل کرنا
چاہتے تھے، اور اگرچہ مہدی کی "بغاوت" اس زمانہ کی
پالیسی اور واقعات کا ضروری نتیجہ تھی تاہم ایک حد تک اسے
تعلیمی اور اخلاقی انقلاب سے موسوم کیا جاسکتا ہے جو ملک
میں رونما ہورہا تھا — ٹرکی بھی اس وقت حالت انقلاب میں

ہی گزر رہا تھا ، اور چونکہ وہ گزشتہ چار پانچ سو سال میں
ورپ اور اس کی تہذیب می متاثر ہو رہا تھا اس لئی مدحت پاشا
ور دیگر مصلحین ملک نی اپنی وطن کی نجات مادی ترقی
ین سمجھی ۔ اسی غرض می انہون نی سڑکون ، ریلون ،
سپتالوں اور مدرسون وغیرہ کی تعمیر مین اپنی قوتون اور ملکی
رائع آمدنی کو صرف کیا ، اور لباس اور ظاہری وضع قطع
ین انہون نی یورپ کو اپنا رہنما بنایا *

اس وقت ہندوستان کی طرح ایران ، مصر اور ترکی مین
لویون کا بی حد زور تھا ، اور چونکہ اس گروہ نی زمانہ کی
اتھہ ساتھہ چلنی کی کبھی کوشش نہ کی تھی ، اور نہ زمانہ
ی ہوا پہچانی تھی ، اس لئی نتیجہ یہ ہوا کہ ہر ملک مین مصلحین
ر ان کی درمیان آویزش ہوئی ۔ مصلحین کی خلاف کفر
، فتوے صادر کئی گئی ، اور معاشرتی طور پر ان کا بائیکاٹ
یا گیا ۔ مگر ترقی کا کام ان مخالفانہ کارروائیون می نہ
ک سکتا ہی ، اور نہ آج تک کبھی رکا ہی ۔ یہی مجادلی جاری تھی کہ
ید جمال الدین اسٹیج پر آئے ۔ وہ ہندوستان ، افغانستان ،
ران ، ٹرکی ، عرب ، مصر ، فرانس ، انگلستان ، روس اور

دیگر حصص دنیا کی سیاحت کرچکی تھی، اور ہر ملک کی مسلمانون کی ضرورتون اور ان کی زوال کی اسباب پر کافی غور و فکر کرچکی تھی ـ انہون نی دیکھا کہ اگر ایک طرف مسلمان جہالت مین غرق ہین اور موجودہ دنیا کی اسباب ترقی سی بالکل نا بلد ہین تو دوسری طرف وہ اپنی نادانیون کی باعث یورپین اقوام کی طمع اور جوع الارض کا شکار ہورہی ہین اس لئی انہون نی بجاے تعلیمی اور اخلاقی اصلاح کرنی کی سب سی اول اس امر کو ضروری سمجھا کہ مسلمانون کو اس امر کا احساس کرایا جاے کہ وہ بی حد کمزور ہین اور جدید آلات مدافعت سی بالکل غیر مسلح ہین، اور اگر چندے یہی حالت رہی تو یورپین اقوام انہین اپنا غلام بنا لینگی اور پھر وہ اپنی انفرادی ہستی ہمیشہ کی لئی کھو بیٹھینگی *

عالمگیر اتحاد اسلام

اسی وجہ سی انہون نی اسلامی ممالک کو بچانی کی کوشش کی اور یہ خیال کیا کہ جب وہ یورپ کی دستبرد سی بچ جاوینگی تو اندرونی اصلاحین بعد میں خود بخود کرلینگی ـ

کا نتیجہ تھا، اور ظاہر ہے کہ اگر دنیائے اسلام ان کی صدا پر لبیک کہتی، اور ان کی تہدید پر بروقت عمل کرتی تو بہت سے اسلامی ممالک آج اغیار کی دست برد سے محفوظ نظر آتے، اور مسلمانوں کو ان درد انگیز مظالم کا نشانہ نہ بننا پڑتا جنکی وجہ سے ان کے قلوب آج چھلنی ہو رہے ہیں۔ سر سید اور دیگر مصلحین نے صرف اپنے اپنے ملک کو بچانے کا خیال کیا، مگر یہہ سعادت سید جمال الدین ہی کے حصہ میں تھی کہ وہ تمام دنیائے اسلام کی نجات اور ہوا خواہی کی مبارک آواز بلند کریں، اور یہی وہ بات ہے جسکی وجہ سے انہیں اپنے زمانہ کے دیگر مصلحین پر فوقیت حاصل ہے، اور رہیگی *

گفتم میان عابد و عالم چہ فرق بود

تا اختیار کردی ازان این طریق را

گفت او گلیم خویش برون می برد ز موج

وین جہد می کند کہ بگیرد غریق را

سید چونکہ ہندوستان میں کم رہے اس لئے انکی تعلیمات کا اثر یہانکے مسلمانوں پر بہت زیادہ نہیں پڑا ۔ البتہ ایران میں انہوں نے کھلم کھلا حکومت کی خرابیوں کو ظاہر کیا، اور لوگوں کو بھی

خود ان کي کمزوريوں مي آ گله کيا ـ مرزا محمد علي خان بن ذکاء الملك اپني کتاب " دورۂ مختصر تاريخ ايران " ميں ايران ميں سيد جمال الدين کی اثر کی متعلق رقمطراز هيں :—

" دو حجة الاسلام محترم آقاي آقا سيد عبدالله بهبهاني و آقای آقا مير سيد محمد طباطبائي دامن همت بر کمر زدند ، وبا دولت سخت بناے گفتگو گذاشتند ـ ومردم هم دور ايشان جمع شدند ، و بد گوئي از اشخاص ظالم و شکايت از خرابي کارها زياد شد — و حتی بالای منبر بعضی از واعظين دانا که مقدم ايشان آقا سيد جمال الدين است ، معايب کارها را گفتند ، و مردم را از بدبختي خود شان خبر دار کردند " (۱) *

سيد اور بيدارئ ايران

يهه امر قابل لحاظ هي که علماے ايران نی هميشه سيد کی ساتهه اشتراك عمل جاري رکها — اس اتحاد عمل کي بين مثال وه شورش هي جو علماے ايران اور سيد کي سر کردگي ميں تنباکو کی ٹهيکی کی متعلق کي گئي تهي — اس اجاره کي کيفيت " کشف تلبيس " ميں يوں بيان کي گئي هي :—

«ناصر الدین شاہ در سال ۱۳۰۷ (۱۷۹۰ میلادی)
انحصار کل خرید و فروش توتون را بیك شرکت انگلیسی
بربع عایدات سالیانۂ آن که تقریباً ده ملیون مارك (قریب
پنج کرور تومان) می شد فروخت ــ بواسطۂ یك فتوای
از طرف مجتہدین در سال ۱۳۰۸ (۱۸۹۱) تمام تجار توتون
فروش دکاکین خود را بسته ، وملت نیز دیگر بہیچ وجه
توتون استعمال نمود بطوریکه دراندك زمانی تجارت توتون
بکلی خوابید ــ بالآخر ناصرالدین شاہ مجبور شد که قرار
داد انحصار را فسخ نماید ، و این ممکن نبود مگر بعد از
اداء یك وجه خسارتی معادل ده ملیون مارك (قریب پنج
کرور تومان) بشرکت لندنی مذکور ــ این مبلغ را از
قرار تنزیل صدی شش قرض کردند و پرداختند ــ و
این قرض یك ارث بسیار ناگواری برای مظفر الدین شاہ
ماند که از پدرش باو منتقل گردید» *(۱)

بہر حال خواہ ٹہیکہ کو کسی سیاسی جدوجہد کا بہانہ سمجہا
جاسے ، یا خواہ امی سیاسی بیداری کی ابتدا قرار دی جاسے ،

---

(۱) کشف تلبیس (از انتشارات اداره کاده ــ برلین) صفحاف ۵ و ۶

اتنا یقینی ہی کہ ملک نی اُسی قطعاً ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا، اور علماے اسلام کی آواز پر پورے جوش و اتفاق کی ساتھ لبیک کہا — کہتی ہیں کہ اس شورش کا اثر اس قدر عام تھا کہ تمام ملک نی تنباکو کا استعمال یک لخت چھوڑ دیا — یہاں تک کہ ایک دن جب ناصر الدین شاہ نی اپنی خادم سی حقہ بھرنی کی لئی کہا تو اس نی مولویوں کی فتوی کی بناپر تنباکو کو ہاتھ لگانی سی صاف انکار کردیا — اُس وقت کہیں جاکر شاہ کو معلوم ہوا کہ ملک میں تنباکو کی اجارے کی بارے میں کس قدر شورش برپا ہی — ایران کی جدید سیاسی زندگی کی ابتدا اسی واقعہ سی ہوتی ہی — اور اگرچہ ایران اُس وقت بھی غیر ملکی قرضوں کی بار سی دب چکا تھا، تاہم «آب از سر نرفت» والا معاملہ تھا، اور اس لئی بہت جلد اسی اپنی اقتصادی غلامی کا احساس ہوگیا — اس احساس بیداری کی پیدا کرنی کا سہرا ایک بڑی حد تک سید جمال الدین کی سر ہی *

اصلاح کی صورت

ایران کی طرح ٹرکی اور مصر میں بھی ان کا اثر دیرپا رہا — اور موجودہ واقعات اس امر کا ثبوت پیش کرتی ہیں

کہ سید جمال الدین کی تعلیم میں اب برگ و بار پیدا ہو
رہی ہیں ۔ سید یورپین تہذیب و تمدن کی اختیار کرائی
میں اسلام کی نجات نہیں سمجھتی تھی بلکہ ان کی ندرت کا
راز اس امر میں منحصر ہی کہ انہوں نی جہان جہان تبلیغ کی
وہان کی علماء کو اسلام کی عام صورت حالات پر نظر ثانی کرنی کی
ضرورت جتلائی اور بتایا کہ ماضی کو پوجنی کی بجائے علوم
جدیدہ کی ساتھہ ساتھہ آگی کی جانب ترقی کرنی چاھئی —
وہ قرآن وحدیث سی کما حقہ آگاہ تھی ، اور یہی سبب
ہی کہ ان کی تعلیم یہہ تھی کہ مذہب اسلام ہر قسم کی روشن
خیالانہ اور آزادانہ ترقیوں اور تحریکوں کی بار کو اٹھا سکنی
کی قابلیت رکھتا ہی ، اور یہہ کہ وہ کسی ذہنی تبدیلی یا
کسی خاص علم کی خلاف نہیں ہی — ان کی تعلیم یہہ تھی کہ اسلام
انسانی روح کی لطیف ترین جذبات و احساسات کی لئی اطمینان
اور شانتی کا سامان بہم پہنچا سکتا ہی ، اور یہہ کہ وہ موجودہ
زندگی کی ضرورتوں کی عین مطابق ہی — انہوں نی جمہور
مسلمانوں کی دلوں کو تعصب و تنگ دلی کی زنگ سی پاک
کیا اور سکھایا کہ اسلام کوئی مردہ چیز نہیں ہی بلکہ اس

میں ہر زمانہ کي انساني ضرورتوں کی ساتھہ مطابقت کرنی کا
مادہ موجودہ ہی — اس تعلیم کو دیکھو اور اس زمانہ کی
مولویوں کي کفر بازي سی اس کا مقابلہ کرو تو عظیم الشان فرق نظر
آئیگا — مسٹر آسکیون بلنٹ کا یہہ کہنا بالکل حقیقت پر
مبني ہی کہ " یہہ امر تعجب خیز ہی کہ اسلام میں
بیداري اور مغربي طریقہ کي سی تحقیق و تدقیق کا پہیلانی
والا وہ شخص ہی جو وسط ایشیا کي ترقي نہ کرنی والي زمین
میں پیدا ہوا اور جسکي تعلیم و تربیت بہي اسي سرزمین
میں ہوئي " *

متاع دنیا

اوپر کہا جاچکا ہی کہ سید کو مالدار بنني یا دنیا
کي دولت جمع کرنی کی بہت سی مواقع حاصل تهی — شاہ ناصرالدین
نی انہیں پرمنفعت عہدے پیش کئی ، لیکن ان کي آزاد
پسندي نی انہیں قبول نہ کیا — سلطان عبد الحمید خان سی بهي ان
کی تعلقات دوستانہ تهی ، اور اگر وہ چاہتی تو اسکی تحریکوں
کی لیڈر بنکر اسکا نام چمکاتی ، ابو الہدی کي طرح سلطان کی

خوفناک شي نه تھي۔ انہون نی سلطان عبدالمجید اورشاہ ناصرالدین
جیسی مستبد بادشاہون کی خلاف کامیابي کی ساتھہ صداۓ
احتجاج بلند کرکی مسلمانون کو ان کا بھولا ھوا سبق یاد دلا دیا
که اسلام شخصی اقتدار یا استبداد کو روا نہین رکھتا، بلکه اس کا
رجحان ایسی جمہوریت کي جانب ھی جہان ھر مسلمان کو حاکم وقت
کی روبرو جرأت و آزادي کی ساتھہ اپنی خیالات پیش کرنی کي
عام اجازت حاصل ھی، اور جس مین کوئي شخص اس وقت تک
حاکم نہین بن سکتا جب تک که وہ رعایا کا خادم نہو، اور جس کا
ھر فعل اور قول قانون کی مطابق نہو (۱) آج ھمارے علما
سید جمال الدین کی نقش قدم پر چلین تو کیا کچھہ نہین ھو سکتا *

خدا بھلا کرے گاندھي جي کا اور ان کي تحریک کا که
ھمارے علما سوتی سی جاگ اٹھی ھین زمانه کي ضروریات کا
احساس کرنی لگي ھین ! خدا کرے ان کي سرگرمیان
اور مشاغل قائم رھین اور ھمارے عوام ان کی کوششون سی راہ
راست پر آن لگین اور اپني قوتون کو قومی مفاد اور ملکي بہبودي
کی کامون مین صرف کرنا سیکھہ جائین !

(۱) «انگریزی قبضۂ مصر کی خفیه تاریخ» مصنفه بلنٹ مطبوعه لندن سنه ۱۹۰۷ء
صفحه ۱۲۵ *

آخر میں مجھے امید ہے کہ سید جمال الدین کے حالات زندگی جو انیسویں صدی میں اتحاد اسلام کے سب سے زبردست داعی تھے، موجودہ زمانہ میں جب کہ مسلمان مذہبی، ذہنی اور سیاسی انقلابات سے گزر رہے ہیں، دلچسپی سے پڑھے جائینگے اور "گرفتاران بوبکر (رض) و علی (رض)" کے لئے بھی سبق آموز ثابت ہونگے*

مضت الدهور وما اتین بمثله　　ولقد اتی فعجزن عن نظرائه
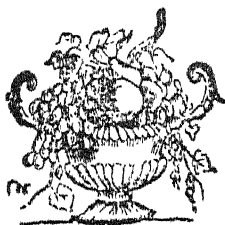
سید جمال الدین افغانی

مشرقی ممالك مین سید جمال الدین عام طور سی سید جمال الدین افغانی کی نام سی مشهور هین - اقوام اسلام کی سیاسی معاملات سی انهین بهت زیاده شغف تها - صاحب موصوف بلاشبه غیرمعمولی انسان اور اعلی خصائل سی متصف بزرگ تهی - خداوند تعالی نی مختلف صفات ان کي ذات مین جمع کردی تهین - انکی مخصوص فطري قابلیت یه تهي که ان کی ارشادات سامعین کی دلون مین اُتر جاتی تهی *

نسب

ان کي زندگی کی ابتدائي حالات معلوم نهین هین - ان کی مولد کی متعلق دو مختلف روایتین بیان کي جاتي هین - ایك تو یهه که وه افغاني تهی ، اور هندوستان آرهی تهی ، مگر تحصیل علوم افغانستان هي مین کي تهي - دوسري روایت مین ان کا اسدآبادي (١) هونا بیان کیا جاتاهی ، اور تحصیل علوم همدان ،

(١) یه جگه همدان سی ٢١ میل کی فاصله پر هی اور وهان اب بهي سید

قزوین مشہد اور اصفہان سی منسوب کی جاتی ہی - جن اشخاص نی ان کی زندگی کی حالات تحریر کئی ہین، وہ ان دونوں روایتوں کی وجہ سی بہت کچھ الجھن مین پڑ گئی ہین - بہرحال بہت سی غیر ایرانی جو سید صاحب سی ملی ہین، انہوں نی یہہ بتایا ہی کہ سید صاحب اپنی تیئں افغانی ظاہر کرتی تھی (۱) ہمین مختلف احتمالات مین سی یہہ احتمال حقیقت سی زیادہ قریب معلوم ہوتا ہی کہ وہ اصلاً ایرانی تھی، اور اسد آباد کی رہنی والی تھی — ان کی والد کا نام سید صفدر تھا جو اسی ولایت کی رہنی والی تھی، اور مشہور محدث سید علی ترمذی کی اولاد مین تھی - اسی طرح سی ان کا سلسلہ نسب حضرت حسین (رض) تک جا پہنچتا ہی — بظاہر وہ عالم نوجوانی مین ہجرت کرکی کابل چلی گئی تھی، اور وہین انہوں نی اپنی غیر معمولی قابلیت کی جوہر دکھاے اور درجات اعلی پر فائز ہو ہےٗ *

---

(۱) پروفیسر براؤن کی قول کی مطابق بعض حلقوں مین یہہ خیال ظاہر کیا گیا ہی کہ سید اپنی تئیں اس لئی افغانی کہنا پسند کرتی تھی کہ انہین ایرانی حکومت کی (حفاظت) کی طرف سی بہت زیادہ شبہ تھا - دوسری اس طریقہ سی وہ باآسانی ایک سنی مسلمان کی طرح زندگی بسر کر سکتی تھی (انقلاب ایران

خاندانی حالات

لطف اللہ خان (۱) اسد آبادی کی تحقیقات کے مطابق سید جمال الدین کے آباؤ اجداد سنہ ۶۷۳ ہجری سے اسد آباد میں سکونت پذیر ہیں — قبروں کے کتبوں اور بعض دیگر تحریروں سے ان کے بزرگوں کی تاریخ بآسانی معلوم ہوسکتی ہے — الغرض وہ ہر اعتبار سے اسد آبادی ہیں — ان کے بزرگ اپنے علوم و کمالات کے باعث ہمیشہ مشہور رہے ہیں — جلال الدولہ شیخ الاسلام قاضی سید الصالح السعید الشہید بھی انہی کے خاندان میں گذرے ہیں — ان کا خاندان ہمیشہ سے مرجع خواص وعوام رہا ہے، اور کرامات و خوارق عادات کا وسیع سلسلہ اس سے منسوب ہوتا رہا ہے — ان کے والد ماجد (سید صفدر بن سید علی بن میر رضی الدین محمد الحسینی شیخ الاسلام بن میر زین الدین الحسینی القاضی بن میر ظہیر الدین محمد الحسینی شیخ الاسلام بن میر اصیل الدین محمد الحسینی شیخ الاسلام)

(۱) یہ صاحب سید جمال الدین کے خواہر زادہ ہیں، اور سید سے دو سال قبل وفات پا گئے تھے — ایران کے دونوں سفروں میں وہ سید کے

مختلف علوم و فنون سے آراستہ تھے، اور اپنے زمانہ کے مشہور
درویش شیخ مرتضی مرحوم سے بہت ربط ضبط رکھتے تھے —
انہیں بھی دنیوی امور سے بہت بے اعتنائی تھی، اور ہمیشہ اپنی
زمین اور چھوٹے سے باغ میں رہ کر قناعت کی سادہ زندگی
بسر کرتی رہی — ان کی والدہ کا نام سکینہ بیگم تھا، اور یہ
میر شرف الدین الحسنی القاضی کی صاحبزادی تھیں [illegible] اس طرح
سے وہ نہ صرف نجیب الطرفین تھے بلکہ سادات کے مشہور و معروف
خاندان سے تعلق رکھتے تھے ٭

ابتدائی واقعات

سال پیدائش ماہ شعبان سنہ ١٢٥٤ ہجری ہے،
عالم طفولیت ہی میں اسلامی علوم مثلاً صرف و نحو، معانی،
فقہ، منطق، فلسفہ، طب وغیرہ میں تجربہ حاصل کر لیا تھا، اور نجوم
میں بھی کافی دستگاہ پیدا کر لی تھی — مصنف "المآثر والآثار"
کے بیان کے مطابق علوم شرعیہ کی تحصیل قزوین میں کی،
اور پھر وہاں سے طہران آ گئے — تاریخ پر انہیں بہت زیادہ
عبور تھا — اٹھارہ سال کی عمر میں ہندوستان کا سفر کیا،

کہ انہون نے یورپ۔ین علوم اور اہل یورپ کے طریقون سے کسی
حد تك واقفیت پیدا کي اور سیاسیات سے دلچسپي لینے شروع
کي — اس کے بعد سنہ ۱۲۷۳ ہجری مین مکہ معظمہ کا سفر
کیا۔اس مین پورا ایك سال لگا۔ حجاز سے واپس افغانستان آئے
اور آتے ہي امیر دوست محمد خان کے سلسلۂ ملازمت مین
منسلك ہو گئے *

جو لڑائي کہ امیر مذکور اور اس کے عموزادہ اور داماد
سلطان احمد شاہ کے مابین ہرات مین ہو رہی تھي، اس مین
سید جمال الدین امیر کي معیت مین — دوست محمدخان نے
سنہ ۱۲۷۹ ہجري مین انتقال کیا — اس کے بعد شیر علي خان تخت
نشین ہوا اور اس نے اپنے وزیر محمدرفیق خان کي تحریك سے اپنے
بھائي محمد افضل خان، محمداعظم خان، محمد اسلم خان اور محمدامین خان
کي گرفتاري کے احکام جاري کردئے — آخري تین اشخاص
کو اس کا پہلے سے علم ہو گیا، اور وہ فرار ہو گئے، اور خانہ جنگي
شروع کردي — بالآخر محمد اعظم خان، اور افضل خان کے
صاحبزادے عبدالرحمن خان نے (جو بعد مین امیر ہوئے) مل کر

مین لاے ، اور اس کو امیر افغانستان بنایا مگر تقریباً ایک سال کی
بعد اُس کا انتقال ہو گیا اُس کی بعد مرحوم کی بھائی محمد اعظم خان
جانشین ہوے ـ جدید امیر نی سید جمال الدین کو اپنا مشیر خاص بنایا،
اور اسی ان کی ذات پر اس قدر بھروسہ تھا کہ ہمیشہ انہی کی راے
پر عمل درآمد کرتا تھا ـ شیر علی خان امیر سابق ابھی تک قندھار مین
تھا ، اور افغانستان کا ایک بڑا حصہ اس کی قبضہ واقتدار
مین تھا سنہ ۱۲۸۵ ھ مین شیر علی خان نی کابل پر حملہ کردیا ،
اور مدت تک جنگ جاری رکھنی کا یہہ نتیجہ ہوا کہ اس نی اسی سال
جمادی الاخری مین کابل کو فتح کرلیا ، اور دوبارہ تخت سلطنت
پر متمکن ہوا ـ اس واقعہ کی بعد محمد اعظم خان نیشاپور اور اس
کا بھتیجا عبدالرحمن خان بخارا بھاگ کر چلا گیا ـ سید جمال الدین
بدستور کابل ہی مین رہی ، اور اپنی سیادت
اور اپنی وسیع رسوخ کی باعث شیر علی خان کی انتقام سی
محفوظ رہی ـ لیکن تھوڑی ہی مدت بعد حج کی ارادہ سی سفر
مکہ کی اجازت چاہی ، اور افغانستان سی روانہ ہوگئی ـ سفر
حجاز کی اجازت نامہ مین یہہ شرط درج تھی کہ ایران سی ہوتی

حکومت ہند کا استبداد

اسی وجہ سے وہ سنہ ۱۲۸۵ھ مین ہندوستان کی راہ عازم حجاز ہوئے ۔ حکومت ہند نے اگرچہ ان کا نہایت احترام کے ساتھہ استقبال کیا، تاہم اہل الرائے مسلمانوں سے ملاقات کرنے سے روک دیا، سوا ایسے اس حالت کے جبکہ وہ سرکاری عمال کی نگرانی مین ملاقات کرنا پسند کرین ہندوستان مین انہین ایک ماہ تک ٹہیرنا پڑا، اور بالآخر وہ مصر جانے والے سرکاری جہاز سے سویز روانہ ہوگئے ۔ قاہرہ مین چالیس دن تک قیام رکہا، اور اس عرصہ مین علمائے جامعہ ازہر کے ساتھہ مذاکرات علمی ہوتی رہی ۔ سفر مکہ کے بعد وہ استنبول پہنچے جہان دولت عثمانیہ اور بالخصوص صدر اعظم علی پاشا کی جانب سے ان کا تپاک آمیز استقبال کیا گیا ۔ چھہ ماہ کے قیام کے بعد وہ "انجمن دانش عثمانی" کے ممبر بن گئے ۔ قسطنطنیہ مین پہنچنے کے کچھہ عرصہ بعد ہی حسن فہمی (شیخ الاسلام) کے دل مین ان کے طرف سے جذبۂ حسد پیدا ہو گیا ۔ سید اگرچہ جوان تھے مگر عالم جید اور شیخ الاسلام حسب معمول معمر تھے مگر جاہل ۔

استنبول آئے ، اور اعیان مملکت کی طرف سی اس کي اس قدر قدر و منزلت ہوئی—

سید صاحب نی اپنی ایک دوست سی پیڈرو گراڈ مین یہہ بات بیان کي تھي کہ "استنبول پہنچنی کی بعد مین شیخ الاسلام کي مجلس مین گیا، اور نہایت بي اعتنائي سی صدر مجلس کی پاس جاکر بیٹھہ گیا جس کي وجہ سی شیخ الاسلام مجھہ سی ناراض ہو گئی"...... شیخ الاسلام موقع کي تلاش مین تھی تاکہ اپنی مخصوص حربہ سی کام لین — اور یہ وہ حربہ ہی جو گزشتہ ایک ہزار سال سی حقیقي علماء اور دانشوروں کی خلاف استعمال ہوتا رہا ہی ، یعني اپنی حریف کی خلاف کفر کا فتوی دیکر اسی میدان سی نکال دین — چنانچہ انہیں یہہ موقع رمضان المبارک سنہ ۱۲۸۷ھ میں ملا اس لئی کہ اسي مہینہ میں اس حربہ کو صیقل کیا جاتا ہی— بعض حوالون سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ اس قسم کا موقع آخر شعبان مین پیش آیا تھا اسلئی کہ عثماني ممالک مین دارالفنون (یونیورسٹي) ایام رمضان مین عموماً بند رہتا ہی *

فتواے کفر

اس تمام شورش کي کیفیت یون ہی کہ تحسین آفندی جو

منیف پاشا سابق سفیر متعینہ طہران، اور دیگر اصحاب کي درخواست پر سید جمال الدین نے دار المحصلین کی روبرو اپنا ایدریس (خطبہ) پڑھا — یہہ لکچر ترکی مین لکہا گیا تہا، اور بعض عمال سلطنت مثلاً شروانی زادہ وزیر پولیس وغیرہ کو پہلی سی دکہا بھي دیا گیا تہا — شیخ الاسلام نی اس کی ایک جملہ کي غلط تفسیر (١)

(١) ایڈریس اور شیخ الاسلام کی اسرار کي پوري تفصیل ‹‹ الرد علی الدہریین ›› کی مقدمہ مین درج ہی مختصرا یہہ ہی کہ سید نی نظام قوم کو زندہ چیز سی مشابہت دي، اور اسکی مختلف اعضاء کو مختلف پیشون اور صنعتون سی مقابلہ کرتی ہوئی یہہ دکہایا کہ بادشاہ دماغ کی مانند ہی، لوہار اور مستري مثل ہاتہون کی ہین، زمیندار جگر کی بجائی ہین، اور ملاح پاؤن سی تشبیہ رکہتی ہین، وغیرہ وغیرہ — اسکی بعد انہون نی بتایا کہ انساني سوسائٹی کی جسم کي ترکیب اسي نہج سی عمل مین آتی ہی لیکن جسم روح کی بغیر زندہ نہین رہ سکتا اور اس جسم کي روح یاتو قابلیت پیغمبري ہي یا قابلیت فلسفہ اگرچہ ان دونون مین یہہ فرق ہی کہ قبل الذکر عطیہء الہي ہی، اور جب خدائی بخشندہ اسی عطا نہ کری انساني کوشش اسی حاصل نہین کرسکتی، اور خدائی برترصرف انہي اشخاص کو یہہ قوت ودیعت کرتا ہي جنہین وہ چاہتا ہی — ۰۰۰۰ اور آخر الذکر غور وفکر، مطالعہ اور کسب سی حاصل ہوتي ہی — ان دونون مین مزید فرق یہہ ہی کہ نبي معصوم ہوتا ہی، مگر فلسفي گمراہ ہوسکتا ہی، اور غلطي کا ارتکاب کرسکتا ہی ۰۰۰ شیخ الاسلام نی ان الفاظ کو غنیمت سمجہا، اور سید پر الزام عاید کیا کہ وہ نبوت اور رسالت کو کسب سی منسوب کرتی ہین جسکی معنی یہہ ہوئی کہ نبی بہی اصحاب فنون مین سی صاحب فن ہوتا ہی، اور ایسا
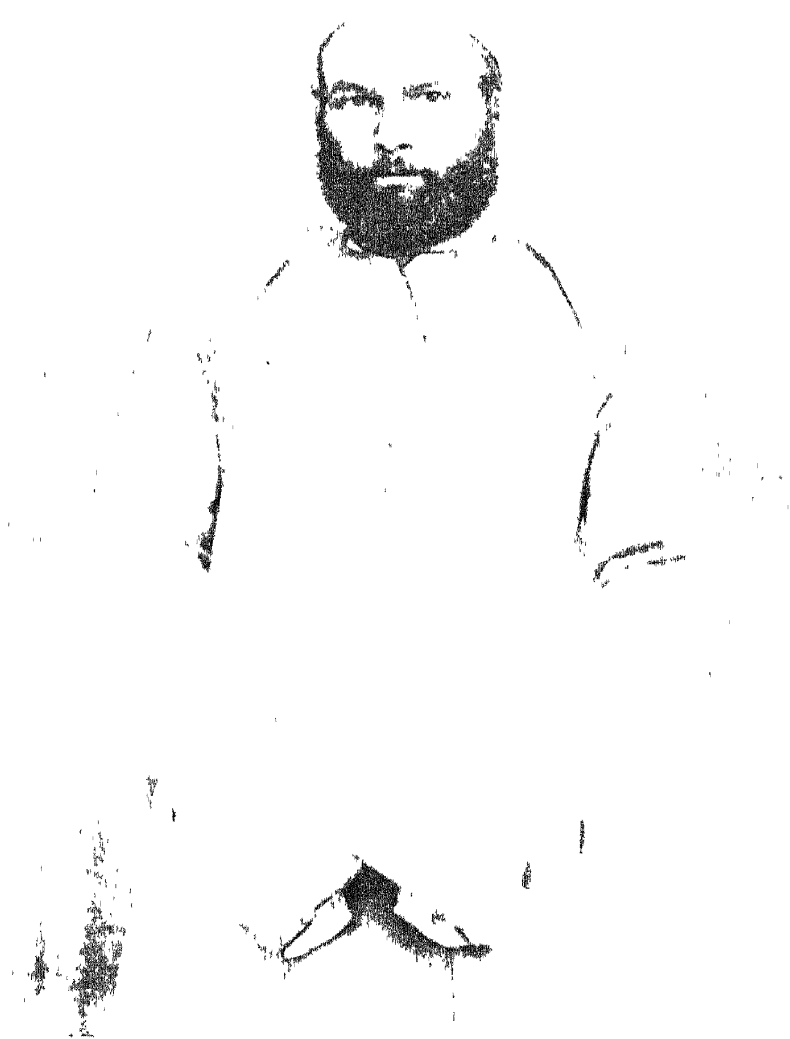
SHEIKH MUHAMMAD ABDU

کر کی شور و غل بپا کردیا ــ عرصه تک اس غره پر اخبارات میں چه میگوئیاں هوتي رهیں اور جب جانبین سی بهت زیاده شدت اور تلخي کا اظهار هونی لگا تو اس وقت (او اخر سنه ۱۲۸۷ هجري) ارادهٔ سلطاني صادر هوا که سید کچهه عرصه کی لئی اسلامبول سی باهر چلی جائین — چنانچه وه مصر روانه هو گئی اور عین ایراني نو روز (۲۱ مارچ سنه ۱۸۷۱ ع) کو وهان پهنچی *

شورش مصر اور سید

در حقیقت سید جمال الدین کا سیاسي اور علمي شهره امي تاریخ سی شروع هوتا هی — ابتدا میں ان کا اراده مصر میں قیام کرنی کا نه تها — لیکن ریاض پاشا نی جو وزارت مصري کی عهده جلیله پر فائز تهی ، ان سی ملاقات کي ، اور ان کي لیاقت اور کمالات سی وه اس قدر متاثر هوے که انهوں نی ان کی لئی حکومت مصر مي ۱۰۰۰ غروش مصري کا ماهوار وظیفه مقرر کروادیا — یهه وظیفه کسي خاص خدمت یا خدمات کی معاوضه میں نهیں دیا گیا تها بلکه محض ایك مشهور و معروف

میں رهنی لگی — طالب علم دور دور سی استفادہ کی لئی آتی تھی — شروع میں اپنی ھي مکان میں اور بعد میں جامعۂ ازھر میں مختلف علوم اسلامي (فقہ، حدیث، فلسفہ، ھیئت اور تصوف) پر درس دیتی رھی — اس سی ان کي شہرت کا دائرہ روز بروز زیادہ ہوتا گیا، اور اپني غیر معمولي فصاحت و بلاغت اور قدرت بیان کي باعث انہوں نی اپنی شاگردوں کو بتایا کہ مختلف مضامین کو عربي میں کس طرح سی نیچرل (فطري) طرز تحریر میں ادا کیا جاسکتا ھی — ان کي آمد سی پیشتر مصر میں صرف چند ھي مشہور اہل قلم تھی جن میں عبد اللہ پاشا فقري، خیري پاشا، محمد پاشا، مصطفی پاشا وھبي وغیرہ خصوصیت سی قابل ذکر ھین — مگر سید جمال الدین کی فیض صحبت کي بدولت اہل قلم اور مصنفین کي تعداد میں فوري اور نمایان اضافہ ہوگیا *

سید کي اس عظیم الشان خدمت کي وسعت صرف اسي وقت سمجھہ میں آسکتي ھی جب کہ یہہ معلوم ہوجائے کہ یھي وہ اہل قلم تھي جو بالآخر مصر میں ذھني انقلاب کا باعث ہوئے جس طرح سی ھندوستان میں مسز اینی بیسنٹ نی گذشتہ

۳۰ سال کی عرصہ میں ممتاز اہل قلم کی ایک کثیر جماعت پیدا کردی ہی ، جو زندگی کی مختلف شعبوں میں رہ کر قابل تحسین کام کررہی ہیں - اسی طرح سی سید جمال الدین نی بھی مصر میں رہ کر یہہ دیکھا کہ اگر جدید خیالات کی مصنف ، جرنلسٹ اور اہل قلم پیدا نہ کئی جائینگی تو وہ مقصد پورا نہیں ہو سکیگا جسی انہوں نی اسلامی دنیا کی عام ترقی کی خاطر شروع سی اپنی پیش نظر رکھا تھا — مگر وہاں بھی پرانی خیال کی فقہا ان کی مخالف ہوگئی ، اور درس فلسفہ کی باعث سخت اعتراضات وارد کئی گئی (۱) ویویان (Vivian) جو مصر میں سلطنت انگریزی کا نمایندہ تھا ، ان

(۱) انسائیکلو پیڈیا بریٹینکا میں «سنی» کی تحت میں جمال الدین کی متعلق مذکور ہی کہ جس زمانہ میں (سنہ ۱۸۷۲ع سی ۱۸۷۸ع) افغانی شیخ جامعہ ازہر میں پروفیسر تھی اسوقت انہوں نی بوعلی سینا کی فلسفہ کا درس دینا شروع کردیا تھا اور ان چیزوں کو بھی جو بظاہر خاص مذہب سی تعلق نہیں رکھتیں ، اپنی درس میں شامل کرایا تھا مثلاً وہ کرہ ارضی کو زمین کی شکل بتانی کی لئی مسجد میں ساتھہ لی آئی تھی - لیکن دوسری پروفیسروں کو یہہ بدعت ناگوار معلوم ہوئی اور انہوں نی مسجد میں ان کا داخلہ بند کر دیا [illegible]

کی سیاسی خیالات سی اس قدر برافروختہ ہوا کہ بالآخر توفیق پاشا کو جو نئی نئی خدیو مقرر ہوئے تھی، اخراج کا حکم نافذ کرنی پر مائل کردیا — چنانچہ وہ ماہ شوال سنہ ۱۲۹٦ھ (ستمبر سنہ ۱۸۷۹ ع) میں اپنی خادم اور شاگرد ابوتراب کی ساتھہ مصر سی خارج کردیئے گئی ⋆

اخراج کا سبب

اس اخراج کی متعلق مختلف اشخاص سی مختلف روایات سننی میں آتی ہیں — خود سید نی کسی سی کہا تہا کہ میں نی اسمعیل پاشا کی خلاف مصری افواج کی مخالفت کی تھی، اور مصر میں یہہ بھی سنا گیا کہ وہ " فری میسن لاج " میں داخل ہوگئی تھی، اور وہاں انگریزوں کی مخالفت میں چند کلمات کہی تھی — بعض عربی جرائد سی یہہ معلوم ہوا ہی کہ انہوں نی خود " فری میسن لاج " کی بنیاد ڈالی تھی جس کی ممبروں کی تعداد ۳۰۰ تھی — اکثر مصری نوجوانوں نی جو اس زمانہ میں تحریک حریت میں (جس کا مقصد خدیو کی مصارف کو محدود کرنا اور مصر کو قبضۂ اغیار سی نجات دلانا تھا) . . .

تھا، شیخ محمد عبدہ (مفتی اعلی) ان کی شاگرد رشید تھی،
اور یہہ وہ شخص ہیں جو جدید مصر کی بانیوں میں ممتاز درجہ
رکھتی ہیں — اسی طرح اسحاق ادیب بہی ان کی تلامذہ میں
سی تھی — مشہور یہہ ہی کہ عربی پاشا بھی جو مصری شورش
پسندوں کی سرخیل تھی، اُن سی بہرہ مند ہوچکی تھی — بقول
مسٹر اسٹاڈرڈ «اس ابتدائی شورش مین جمال الدین کی زبردست
شخصیت کام کررہی تھی — اس عجیب و غریب آدمی کی تعلیمات کا
جسقدر گہرا اور پائدار اثر مصر میں ظاہر ہوا، اور کہیں دیکھی
مین نہیں آیا — یہہ کہنا خالی از مبالغہ ہی کہ مصری قومیت کی ہر
تحریك انہی کی سبب وجود مین آئی — ان کا اثر نہ صرف عربی پاشا
کی سخت شورش میں نمودار ہوا بلکہ قدامت پرست شیخ محمد عبدہ
بھی اس سی نہ بچ سکی، جنہوں نی مصر کی کمزوری معلوم کرلی تہی،
اور دوراز نظر مقاصد کی حصول کی لئی نہایت صبر و سکون کی
ساتھہ تجاویز سوچنی پر قانع رہنا پسند کرتی تھی» (۱) ایك خط میں
جو خود سید صاحب نی فرانسیسی زبان میں مسٹر بلنٹ کو لکھا تھا

یہہ دعوی کیا ہی اور یہہ سچ بہی معلوم ہوتا ہی کہ مہدي سوڈاني کی بہت سی ساتہي میرست شاگرد رہ چکی ہیں یہہ خط ضمیمہ کی طور پر درج کتاب کردیا گیا ہی اور اس کی مطالعہ سی معلوم ہو جائیگا کہ سید کا مہدي پر کسقدر اثر تہا *

قیام ہندوستان

سید جمال الدین مصر سی پہر ہندوستان آئے، اور حیدرآباد دکن میں سکونت اختیار کي، اور وہیں سی "رد نیچریہ" (۱) رسالہ سنہ ۱۲۹۷ھ میں فارسي میں تصنیف کیا سنہ ۱۲۹۹ھ میں یعني مصر پر انگریزي فوج کشي کئی جانی سی پیشتر جو اسی سال ماہ شعبان میں عمل میں آئي تہي، حکومت ہند نی انہیں دکن سی کلکتہ بلالیا، اور وہاں انہیں مصري شورش کی فرو ہو جانی تک نظر بند رکہا۔ واقعہ مصر کی بعد انہیں حکم دیا گیا کہ ہندوستان سی باہر چلی جائیں۔ یہاں سی بظاہر وہ امریکہ گئی یا چند دن لندن مین ٹہیر کر عازم امریکہ ہو گئی *

(۱) یعني «ردد ھریان» — یہہ ۷٤ صفحہ کا رسالہ ہی جو بمبئي میں محرم سنہ ۱۲۹۸ ھجري میں طبع ہوا تہا۔ اس کا اردو میں بہی ترجمہ ہو چکا ہی —

هندوستان مین سید اگرچه دو مرتبه آے لیکن دونون دفعه ان کی قیام کی مدت محدود رهي ـ اور اگرچه وه ایك حدتك سرکاري نگراني میں رهی تاهم حیدراباد ، بمبئي ، پٹنه اور کلکة وغیره مقامات مین وه جن مسلم لیڈرون سی ملی ان پر وه اپني قابلیت ، جوش اسلامي اور خدمت اسلام کی گهری جزبات کا نقش چهوڑ گئي ـ هندوستان مین سر سالار جنگ اول ، سید حسین بلگرامي اور بعض دیگر اکابر ملت سی ان کی نهایت مخلصانه تعلقات تهی ـ تاهم ان تعلقات پر روشني صرف اسوقت پڑ سکتی هی جبکه خود انهي حضرات کی روز نامچی شائع هوں ـ اس میں کوئي شبه نهیں (اور مسٹر بلنٹ نی خود اسکي تصدیق کی هی) که وه مسلمانان هند میں نمایان هر دلعزیزي حاصل کر چکی تهی *

سید اور بلنٹ

هندوستان سی جانی کی بعد سید چند ماه امریکه میں رهی ـ ان کا اراده یهه تها که جمهوریت امریکه کی اصولون کا مطالعه کرین ـ بعد ازان وه لندن روانه هو گئی اور جمادي الاخری یا رجب سنه ۱۳۰۰ هجري میں انگلستان پهنچی ـ کچهه دنون

بعد ماہ ذیقعدہ میں پیرس گئی ۔ اسی زمانہ میں انگلستان کی
مشہور و معروف سیاست دان ومصنف مسٹر ولفرڈ اسکیون بلنٹ (۱)
آنجہانی انہیں پیرس مین اپنی مکان میں لی گئی ۔ بلنٹ رقمطراز
هیں کہ "سید ابتدا میں لندن مین مشائخ کا لباس پہنتی تھی مگر
اب انہون نی علماے اسلامبول کا لباس اختیار کرلیا هی، اور انہیں
خوب زیب دیتا هی — انہوں نی اچھي خاصی فرانسیسي بھی
سیکھہ لي هي، اور اُن مصري مفرورین سی جو یہان پناہ گزین
هین، تبادلہ خیالات کرتی اور نشست و برخاست رکھتی
هیں چونکہ میں خود سیاحت هند کا ارادہ رکھتا تھا، بہ حیثیت
قوم مسلمانون کي حالت معلوم کرنا چاهتا تہا، اور یہہ جاننا
چاهتاتها کہ باقي دنیاے اسلام اور اسلامي تحریکات سی ان
کا کتنا تعلق هی، اس لئی میري خواهش پر سید جمال الدین نی
چند سفارشي خطوط مجھی دیدیے تاکہ لوگ مجہہ پر اعتماد
کرین ۔ ان خطوط کا بہت زیادہ اثر هوا، اور وہ بی انتہا مفید
ثابت هوے" ۔ وہ یہہ بہي کہتی هیں کہ «تمام هندوستان

(۱) Wilfrid Scawen Blunt یہہ صاحب متعدد کتابون کی
مصنف هین جن مین «انگریزي قبضہ مصر کي خفیفہ تاریخ» سب سی زیادہ
قابل ذکر هی ۔ یہہ تاریخ شیخ محمد عبدہ کی مدد سے تیار کی گئی ۔ *

میں لوگ ان کي عزت و تکریم کرتی ہیں“ ۔ جس زمانہ مین وہ مسٹر بلنٹ کی ساتھہ پیرس مین مقیم تھی اس وقت انہوں نے ایك جلسہ میں تقریر بھي کي تھي ، اور افغانستان میں اپنی خاندان کی متعلق حالات بیان کئی تھی ، اور چند حکایات بھي سنائي تہین *

العروۃ الوثقی

سید جمال الدین تقریباً ۳ سال تك پیرس میں مقیم رہی ۔ رجب سنہ ۱۳۰۱ ہجري کي ابتدا مین ٹیورن (Turin) کي مندي دیکہنی کي غرض سی اٹلي گئی ۔ وہان ایك ہفتہ ٹہیرنی کی بعد پیرس لوٹ آئے ۔ بلنٹ سی ان کي سنہ ۱۳۰۱ ہجري کي بہار میں پیرس میں دوبارہ ملاقات ہوئي ۔ اس وقت وہ شیخ محمد عبدہ کی ساتھہ ایك چھوٹي سی کمرے (۱) میں جس کا طول ۲⅔ گز اور عرض بھي اسي قدر ہوگا اور سب سی آخري منزل پر واقع تھا ، رہتی تھی ، اور وہین سی اپنا اخبار ”العروۃ الوثقی“ کي ادارت کرتی تھی ۔ یہہ پرچہ سیاسی تھا ، اور پالیسي

---

(۱) یہہ مکان کوچہ سیز (Rue de Seize) مین واقع تھا ۔
اخبار کی چہتی نمبر سی محل ادارت تبدیل کر دیا گیا تھا ۔ جدید مکان کوچہ

کی اعتبار سی انگریزوں کو سخت خلاف تھا ـ اس کا
فرانسیسی نام لی لائن انڈ سالو بل (Le Lion Indissoluble)
تھا ـ عین اس زمانہ میں مہدي سوڈانی کا مسئلہ انگلستان کی
پیش نظر تھا ـ سید ، مہدي سی راہ و رسم اور خط و کتابت
رکھتی تھی ، اس لئی بعض اعلي حلقوں میں یہہ تجویز کي گـئي
کہ مہدي اور انگلستان کی درمیان سید جمال الدین ثالث بن
کر صلح کرادیں اور اس غرض کی حصول کی لئی مہدي کی
پاس ایك وفد بھیجا جائے ـ گلیڈ اسٹون جو انگلستان کی
وزیر اعظم تھی ، بظاہر اسي غرض سی پیرس میں مقیم تھی ـ لیکن
بالآخر انگلستان کي وزارت خارجہ نی اس تجویز کو رد کردیا ـ
اخبار «العروۃ الوثقی» سنہ ١٣٠١ ھجري میں سید جمال الدین اور
شیخ محمد عبدہ ، کی طرف سی پیرس سی جاري ھوا تھا ـ اس کا
پہلا پرچہ ١٥ جمادي الاول کو شائع ھوا ـ اس اخبار کی صرف
١٨ نمبر نکلی ـ سترھواں نمبر ٤ ذی الحجہ کو اور آخري نمبر
٢٦ ذي الحجہ کو شائع ھوا ـ انگریزي حکومت اس ھفتہ وار اخبار کي
روزافزوں ھر دلعزیزي سی بہت تشویش میں پڑ گئي ، اور
مختلف ذرائع سی جن میں اس کا داخلہ ھند بھي ممنوع قرار

معرکہ سید و رینان

جس زمانہ مین سید پیرس مین تہی، وہ فرانسیسی اخبارات مین مشرقي اور اسلامي معاملات پر مضامین لکہا کرتی تھی — انگریزي اخبارات بہي ان کی اقتباس درج کرتی تھی، اوراسي کا نتیجہ تہا کہ انگریز مدبران انکي شخصیت کو نہایت زبردست اور ساتہہ هي خوفناك سمجھنی لگ گئی تہی — ان تمام مضامین مین وہ مباحثہ خاص طور سی مشہور ہی جو مشہور فرانسیسی عالم و سائنس دان ارنسٹ رینان (Earnest Renan) کی ساتہہ "اسلام و علم" کی موضوع پر هوا (۱) رینان کی لکچر کا خلاصہ یہہ تہا کہ "اپني زندگی کی پہلی نصف حصہ مین مذهب اسلام نی اسلامی ممالك مین سائنس کي ترقي مین کوئي رکاوٹ پیدا نہین کي مگر دوسری نصف حصہ مین اُس نی اس تحریك کو سرسبز هونی نہین دیا، بلکہ اسی سخت نقصان پہنچایا" — افغاني شیخ نی فرانسیسی علمی رسالہ دبا (Journal des Debats) مین

---

(۱) رینان نی ۳۰ جمادي اول سنہ ۱۳۰۰ هجری (۲۹ مارچ سنہ ۱۸۸۳ع) کو پیرس میں سوبورن کی دارالفنون میں فرانس کی سائنٹفك ایسوسي ایشن کی [illegible]

اس خیال پر اعتراض کیا، اور ثابت کیا کہ "اس بارے مین عیسائیت کي حالت اسلام می زیادہ خراب ہی" ۔ رینان نی اپنی جواب الجواب مین یہہ ظاہر کیا کہ "اگرچہ دونون مذاہب مین سائنس کی خلاف اسپرٹ موجود تھي، تاہم عیسائي ممالك نی کسي حد تك اپني تیئں آزاد کرا لیا مگر اسلام ایسا کرنی می قاصر رہا، اگرچہ امید ہی کہ روشن خیال مسلمان بالآخر اس قسم کی آزادي حاصل کرلینگی"۔ شیخ کی عربي چٹھي کا غالباً خود رینان نی "دیا" کی لئی ترجمہ کیا تھا ۔ بہر حال اس ایك واقعہ سی سائنس دان اعظم کی اخلاق و بردباري اور سائنس پر اس کی انتہائي یقین کا اندازہ ہو سکتا ہی * (۱)

اتحاد اسلام اور انگلستان

انگلستان کي وزارت می گلیڈ اسٹون کی مستعفي ہوجانی پر (۲۵ شعبان سنہ ۱۳۰۲ھ) اور لارڈ رنیدولف چرچل کی وزیر ہند ہوجانی کی موقع پر بلنٹ نی سید جمال الدین کو لندن آنی

---

(۱) ارنسٹ رینان مصنفہ ایل ۔ ایف ۔ ماٹ ۔ مطبوعہ سنہ ۱۹۲۲ع

کی دعوت دي تاکه چرچل کیسا تهه عالم اسلام اور انگلستان کی
مابین اتحاد کي گفتگو کي جاے ۔ چناچه سید ۱۰ شوال کو
وارد لندن هوے اور بلنٹ کی یہان فروکش هوے جہان وہ
تین مہینه سی زیاده تهیرے ۔ انهیں کی گهر مین لارڈ چرچل
اور مسٹر ڈرمنڈ ولف سی ملاقاتین رهین ۔ اسي سال ماہ ذیقعد
مین یهه تجویز طی هوئي که سید جمال الدین ڈرمنڈ ولف کیساتهه
سب سی پہلی اسلامبول چلین ۔ ولف مذکور کا مصر مین انگریزي
نمایندہ کی طور پر تقرر هو چکا تها ، اور یهه طی پایا تها که
مصر جانی سی پہلی وہ اسلامبول جاے ، اور سلطان المعظم
کی روبرو مصر کی متعلق ایسي قرارداد پیش کرے جس سی
سلطنت عثماني کا بهي اطمینان هوجاے اور مصر کا بهي کچهه
تصفیه هو رهی ، جو اُن دونون سلطنتون کی درمیان باعث
نزاع بنا هوا تها ۔ ضمناً یهه گفتگو بهي هوئي تهي که مشارٌ الیه
یہ وعدہ بهي کریگا که انگریزي افواج تخلیه مصر کردینگي ، اور
اس طرح سی دول اسلام (ٹرکي ، ایران اور افغانستان) اور دولت
انگریزي کی مابین اور روس کی خلاف اتحاد پیدا کرنی کی

اس غرض سی سید کو جن کا اثر وزراے سلطان پر بہت زیادہ تہا ، مفید مطلب پاکر یہہ پختہ ارادہ کر لیا گیا کہ انہین اپنی ساتہہ اسلامبول لی جایا جاے ، اور اتحاد اسلام و انگلستان کیلئی ان کی اثر و رسوخ کو کام میں لایا جاے ـ مگر عین آخری موقع پر ولف محض اپنی سیاست دانی کی نشہ مین سرشار ہو کر سید کو نظر انداز کر گیا اور تنہا روانہ ہو گیا ، باوجود اسکی کہ سید کی لئی پروانۂ راهداري لی لیا گیا تہا ، اور سید اوران کی ملازم ابراهیم کی ٹکٹ بہی خرید لئی گئی تہی ، اور خرچ راہ (۱۰۰ پونڈ) بہي ادا کردیا گیا تہا ـ اس کارروائي سی سید بہت ناراض ہو گئی یہانتک کہ سنہ ۱۳۰۳ هجري کي ابتدامیں ماسکو (Moscow) جانی کی ارادہ سی لندن سی روانہ ہو گئی (۱) بلنٹ ، مسٹر ڈرمنڈ ولف کي اس کارروائي

(۱) اسی زمانہ کا یعني جبکہ سید بلنٹ کی یہاں مہمان تہی ، ایک دلچسپ واقعہ هی ، وہ یہہ هی کہ ایک دن ان کی دو دوست ایک هندي اور ایک عرب (عبدالرسول اور وهبي بی) انسی ملنی کیلئی آئی ـ کسي مذهبي یا سیاسي مسئلہ پران دونوں دوستوں میں اسقدر مباحثہ هوا کہ منازعہ اور هاتاپائي تک نوبت پہنچ گئی ـ مجبوراً صاحب خانہ (بلنٹ) نی ان سی چلی جانی کیلئی کہا ـ سید بہي ان دوستوں کیساتہہ باهر چلی گئی ـ دوتین دن کی بعد جب وہ واپس آئی تو بلنٹ نی انسی کہا

کو « احمقانہ » قرار دیتی ہیں اور کہتی ہیں کہ مشن کی ناکامی

کی وجہ یہہ تھی کہ انگریزی حکمت عملی کی عام اصولوں پر

اس کی بنیاد ڈالی گئی تھی اور اس کی ساتھہ وہ زبردست

اخلاقی امداد شامل حال نہ تھی جو سید کی ذریعہ قسطنطنیہ

اور دوسرے مقامات میں بآسانی مل سکتی تھی ـ بہرحال اس

واقعہ کا اثر سید جمال الدین پر ہمیشہ رہا اور شاید یہی وجہ تھی

کہ انہوں نی ماسکو اور اسلام میں اتحاد پیدا کرنی کی کوشش کی*

بعض مخصوص حالات

یہہ معلوم نہیں ہو سکا کہ لندن سی روانہ ہونی اور

ایران پہنچنی تک جس میں ایک سال سی زیادہ صرف ہوا ،

سید صاحب کہاں کہاں رہی ـ لیکن مرزا محمد علی خان سدید السلطنت

(پسر حاجی احمد خاں مرحوم وزیر مسقط) نی رسالہ « کاوہ » برلن

کی شمارہ ۹ مورخہ ستمبر سنہ ۱۹۲۱ع میں سید صاحب کی کچھہ

حالات شائع کرائی ہیں جنکا تعلق سنہ ۱۳۰۳ ہجری کی آخری اور

سنہ ۱۳۰۴ ہجری کی ابتدائی حصہ سی ہی یعنی جبکہ سید موصوف اپنی

لکھتی ہین کہ «سنہ ۱۲۹۲ھ یا ۱۲۹۳ھ مین میرے والد ماجد بغداد سی ہجرت کر کی بوشہر آرہی تھی ۔ ۱٦ شعبان سنہ ۱۳۰۳ ہجری کو دربان نی انہین ایک خط دیا جسکی پڑھتی ہي وہ باہر گئی» اور تہوڑي دیر مین ایک مہمان کو ہمراہ لیکر واپس آئے ۔ یہہ مہمان سید جمال الدین افغانی تھي — سید صاحب عرصہ تک بوشہر مین والد کی پاس مقیم رہی ۔ اس اثناء مین میري تعلیم و تربیت سید صاحب کي سپرد رهي ۔ میري عمر اسوقت ۱۲ برس کي تھي اور مجھی علوم جدیدہ کا درس دیا جاتا تھا — میرے لئی سید صاحب نی جو کتابین انتخاب فرمائین ان مین سی کتاب جغرافیہ وہیئت مصنفہ مرزا عبدالغفار نجم الملک مرحوم، سیرة ناپلیون اول مطبوعہ پیرس، اور جلستان (ترجمۂ گلستان سعدي) مطبوعہ مصر، و کتاب کلیلہ ودمنہ مطبوعہ بمبئي خصوصیت سی قابل ذکر ہین ۔ یہہ سب کتابین سید صاحب نی اپني کتب خانہ سی عنایت کي تہین ۔ مین پہلی مطالعہ کرلیا کرتا تھا، اور بعد مین سید صاحب سی مشکلات کو رجوع کرتا تھا — سید صاحب نی ناسخ التواریخ کی پڑھنی سی منع فرمادیا تھا ۔ حاجي

کرۂ ارض مجھے ھدیۃ عطا فرمایا تھا مرزا نصراللہ اصفہانی اور فرصت شیرازی (مرزا محمد نصیر حسین شیرازی ملقب بہ فرصت الدولہ) سید صاحب سے ان کے قیام بوشہر کے زمانہ میں بہت ارتباط رکھتے تھے۔ یہاں وہ تقریباً ۳ مہینے تک رہے اور اس کے بعد ماہ ذیقعد میں محمد حسن خان اعتماد السلطنۃ نے شاہ کی طرف سے سید صاحب کی خدمت میں ایک تار بھیجا اور طہران آنے کی دعوت دی — چنانچہ سید صاحب اسی مہینہ میں خسرو نامی ملازم کو ہمراہ لیکر طہران چلے گئے» *

ایران میں نفاذ اصلاحات کی کوشش

بہر حال انگلستان سے سید جمال الدین مشرق روانہ ہوئے غالباً ان کا خیال یہہ تھا کہ نجد جاکر وہاں ایک متمدن اسلامی سلطنت کی بنیاد ڈالیں۔ اس سفر میں وہ پہلے خلیج فارس پہنچے اور جب ان کی آمد کی خبر تار کے ذریعہ پہنچی تو اعتماد السلطنۃ

چناچه وه شیراز و اصفهان (١) هوتی هوسے طهران پهنچي، اور حاجي محمدحسن امین الضرب کی مکان مین اترسے ـ یهه واقعه غالبا ربیع الثانی یا جمادي الاول سنه ١٣٠٤هجري کا هی ـ طهران مین ان کي مدت اقامت چار مهینی سی زیاده نهین رهي اسلئی که ناصرالدین شاه ان سی ناراض هوگئی تهی اور حکم دیدیا تها که ایران سي خارج کردیے جائین ـ اس اخراج کي وجه یهه تهي که سید نی ناصرالدین شاه سی چند بار ملاقاتین کین، اور ان سی کمال جرأت اور صراحت کیسا تهه معاملات سلطنت کي ابتري اور اصلاحات و ترقي کي ضرورت کی متعلق گفتگو کي ــ بادشاه اس صاف گوئي سی سخت ناراض هوا، اور بالآخر اخراج کا حکم دیدیا *

اسکي علاوه جس زمانه میں سید طهران مین تهی شاه نی اتفاقاً گیلان کا سفر اختیار کیا لیکن جاڑے کي شدت سی

(١) اصفهان میں ظل السلطان سی ملاقات کی ـ اس شخص نی ولي عهد بن نی اور تخت سلطنت پر متمکن هو جانی کی لالچ میں سید کا نهایت احترام کی ساتهه استقبال کیا، اور سید کی روس چلی جانی کی بعد یهه بات سننی میں آئي تهي که ظل السلطان انهي اس امید مین روپیه بهیجا کرتا تها که وه روسي وزرا کو اس کی جانب

مجبور ہوکر قزوین سے واپس لوٹ آیا ـ طہران مین اس
غیر حاضری کی زمانہ مین بالخصوص سید نہایت جرأت کیساتھہ
اصلاحات کی نفاذ اور استبداد کی شکستگی کی ضرورت پر
علی الاعلان گفتگو کرتی تھی کیونکہ سید بالطبع جمہوریت
پسند تہی، اور ان کی لئی ناممکن تہا کہ وہ ان خرابیون کی
ہوتی ہوئے جن مین رشوت، سفارش اور بدنظمی نمایان درجہ
رکھتی تہین، خاموش رہتی ـ اور اگرچہ انہون نی ایران مین شہنشاہیت
کا خاتمہ کردینی اور ملک کو جمہوری بنادینی کی کبہی سعی
نہین کی تاہم انہون نی ملک کی نجات کیلئی فوری اصلاحات
کی اجراء کی ضرورت کی متعلق تلقین کی، اور شاہ اور
اسکی وزراء کی استبدادی کاروائیون کی مخالفت کی ـ اگر
ایسا نہ کرتی تو سید یقینا اپنی فرائض اسلامی میں قاصر
رہتی ـــ اور یہی وہ باتین ہین جو ایران کی سیاسی حلقون
مین سید کو ہردلعزیز نہ بنا سکین ـ ایران سی سید روس
گئی، اور شہر ولادی قفقاز مین محمد علی خان کاشی کی
مہمان ہوئے، اور امین الضرب کی طہران سی آنی کی وقت

جہان وہ آقا مرزا نعمت اللہ اصفہانی (جو بعد مین اسی شہر مین
ایرانی قونصل بن گئے) کے یہان فروکش ہوئے *

قران مجید چھاپنے کی اجازت

بعدہٗ امین الضرب پیرس چلے گئے ، اور سید پیٹرو گراڈ
روانہ ہوگئے ۔ ماسکو میں اخبار " مسکوی " کے مشہور و
معروف ایڈیٹر کاتکوف (۱) سے ملاقات ہوئی ، اور
وہان انہون نے انگریزون کے خلاف روس اور دول اسلامی
کے مابین اتحاد کی تجویز پیش کی — بظاہر اس
طرز عمل کی یہہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ سید ڈرمنڈ ولف
کی خود غرضانہ کارروائی سے بہت زیادہ متاثر ہوئے تھے ،
اور چاہتے تھے کہ مسلمان انگلستان سے اتحاد کرنے کی بجائے
روس سے اتحاد کرین — لیکن افسوس ہے کہ ان کے ورود کے
چند ہی دن بعد (۱۱ ذیقعد سنہ ۱۳۰٤ ھ) کاتکوف کا انتقال

(۱) ایک اور روایت یہہ ہے کہ سید کاتکوف کے بذریعہ تار بلانے
پر روس گئے تھے ۔ کاتکوف سلافی قوم کا ممتاز لیڈر تھا) اور اسکی ریشہ دوانیاں
ہمیشہ انگریزی حکومت کے خلاف جاری رہتی تہین ۔ سید کو ہندوستان
مین انگریزی اقتدار کے سخت دشمن تھے ، مگر ایماندارانہ شرائط پر انگریزون

ہوگیا، جس می ایك حد تك سید موصوف کي تمام امیدون پر پاني پہر گیا — کا تکوف کي جانب انہون نی شاید اس لئی دوستی کا ہاتہہ بڑھایا تہا کہ وہان اس کا بی حد اثر تہا، اور اس کي ذریعہ می وہ زار می مسلمانون کی لئی بہت کچھہ مراعات حاصل کرسکتی تہی جو اُس وقت تك گونا گون پابندیون کی ماتحت زندگي بسر کرنی پر مجبور تہی *

پہر بہي اس واقعہ کی بعد سید پیدو گراڈ گئی، اور تقریبًا دو سال تك وہان مقیم رہی — وہان مشہور مدبرین می ان کي ملاقاتین رہین، جنہون نی سید صاحب کا بظاہر تپاك آمیز استقبال کیا — اس اثر می کام ایکر سید نی مسلمانان روس کي ایك بہت بڑي خدمت انجام دي، اور وہ یہہ تہي کہ انہون نی زار کو ترغیب دیکر قرآن مجید اور دوسري مذہبي کتابون کو چہاپنی اور شائع کرنی کي اجازت دلائي — اتنا یاد رکہنا چاہیئی کہ اس وقت تك روس میں قرآن یا کوئي اور مذہبي کتاب طبع نہ ہوسکتی تہي — اور ایك بات می اس امر کا اندازہ ہوسکتا ہی کہ تعلیمی، اخلاقي اور مذہبي اعتبار می روس کی

هي کي قسمت مین لکھي تهي که وه روس جا کر مسلمانون کو قرآن چھپوانی کي اجازت دلوائین — ان کي یهه خدمت همیشه همیشه صفحات تاریخ مین چمکتي رهیگي — اس کی بعد پهر وه جرمني گئی کیونکه ذیقعد سنه ۱۳۰٦ ه مین هم انهین میونك (Munich) مین شاه ناصر الدین کی ساتهه (جو اس مهینه کي ۲۱ و ۲۲ تاریخ کو اس شهر مین موجود تهی) ملاقات کرتی هوسے دیکهتی هین — وهان امین السلطنت (۱) نی جو دولت روس کي توجه اپني جانب مبذول کرنی، اور اس کي خوشنودي حاصل کرنی کي غرض سی (روسي حکومت اس سی اس وجه سی ناراض تهي که امپیریل بنك یعني بنك شاهي و معادن اور دریاے کارون مین جسی انگریزي کشتیون کی لئی کهول دیا گیا تها، انگریزون کی ساتهه امتیازي

(۱) امین السلطنت انگریزون کي هوا خواهي کی باعث کچهه عرصه تك معتوب رهنی کی بعد بالآخر ۱۰ رجب سنه ۱۳۰۹ ه کو روسي سفارتخانه واقع طهران مین سفیر روس یوتزوف کي خدمت مین بار یاب هوا، اور کامل تین گهنٹی تك ملاقات کي — اثنائی صحبت میں اسنی پخته طور پر یهه وعده کیا، که مین آج سی روس کا وفا دار رهون گا اور همیشه

سلوك روا رکها گیا هی) هر قسم کی ذرائع استعمال کرچکا تها، یهه خیال کیا که سید جمال‌الدین کو جنکا اثر و اقتدار اعیان روس پر ایك حد تك غالب تها، اپنی اور دولت روس کی مابین مصالحت کرانی کی خیال سی پیٹرو گراڈ بهیجی *

سید بهي جو هر ممکن طریقه سی انگریزي اثر کو صدمه پهچانی کی آرزومند تهی، اس تجویز می بیحد خوش هوسے، اور روس روانه هو گئی۔ جیسا که خود انهوں نی بیان کیا هی، انهوں نی وزیر اعظم و وزیر خارجه دوگیرس (DeGiers) وزیر خارجه کی مشیر زینوویف (Zinovieff اور اغناتیف Igntiew) اور خاتون نویکوف (Novikoff) اور جنرل ریختر و ابروچیف سی ملاقات کيي، اور متعلقه معاملات پر بحث کيي، اور بقول خود رومي وزیراعظم اور ان کی مشیروں سي بیس مرتبه گفتگو کيي، اور پیٹرو گراڈ مین دو ماه تك اقامت رکهني کی بعد به خیال خود مهم میں کامیاب هو کر طهران واپس آسیے، اور حاجي محمد حسن (امین الضرب) کي یهاں فروکش هوسیے *

سید کا اخراج ایران سی

طهران میں تین ماه تك رهی اور چونکه وه اپني اسلامیه محبت اور جبلي عادت سی مجبور هوکر کهلم کهلا استبداد کی

خلاف بات چیت کرتی تہی، اس لئی شاہ نی حکم دیا کہ انہیں
طہران سی خارج کردیا جائے، اور قم میں سکونت اختیار
کرنی کا حکم دیا جائے۔ ناچار انہوں نی درگاہ شاہ عبدالعظیم میں
پناہ لینی مناسب سمجہی (۱) جو طہران سی بیس میل کی فاصلہ
پر واقع ہی۔ اس حالت نظر بندی میں رہتی ہوئے تقریباً
سات ماہ گذرے ہونگی کہ جمادی الاخری یا رجب سنہ ۱۳۰۸ھ

---

(۱) درگاہ میں حالت بست میں بہی سید نی شاہ کی مخالفت جاری
رکہی، اور برابر اس کی معزولی کا مطالبہ کرتی رہی —— رفتہ رفتہ ان کی بہت
سی ہم خیال پیدا ہوگئی، جن میں ۱۲ اشخاص بہت زیادہ شہرت رکہتی ہیں
ان میں شیخ علی ایران قزوین جو ایران میں پہلی ایرانی مجلس کی زمانی میں جج
تہی، اور جنپر شاہ کا سب سی زیادہ عتاب نازل ہوا، مرزا آقا خان جو بعد میں
قسطنطنیہ کی فارسی اخبار «اختر» کی نایب مدیر بن گئی تہی اور جنہیں شیخ احمد
کرمانی کی معیت میں ۱۷ جولائی سنہ ۱۸۹۶ ع کو خفیہ طریقہ سی تبریز میں قتل
کردیا گیا تہا، مرزا رضا کرمانی جسنی شاہ کو یکم مئی سنہ ۱۸۹۶ ع کو نشانہ
پستول بنایا، اور مرزا محمدعلی خان جو ردالمذہب کی مصنف ہیں خصوصیت
سی قابل ذکر ہیں۔ درگاہ میں سی جس طریقہ سی سید خارج کئی گئی تہی
اس کا ملک پر بہت برا اثر پڑا، اور شاہ کی قتل کی وجودہ میں سی ایک زبردست
وجہ یہ بہی تہی۔ یہ امر قابل عبرت ہی کہ شاہ اسی مقام پر ہلاک کئی گئی جہاں

میں شاہ نے انہیں گرفتار کرنے کی غرض سے درگاہ میں ۰۰۰ سوار بھیجے۔ حالانکہ وہ بستر علالت پر پڑے ہوئے تھے مگر شاہ کی جانب سے اس کی کچھہ پروا نہیں کی گئی *

مزید بران ایرانی رواج اور ملکی و مذہبی روایات کے مطابق حالت بست میں کسی شخص کو گرفتار نہیں کیا جاسکتا ، کیونکہ جہاں ایک طرف رواج ٹوٹتا ، وہاں دوسری طرف عامۃ الخلائق کی ناراضگی کا بیحد خوف ہوسکتا تھا ، مگر ان دونوں باتوں کو پس پشت ڈال دیا گیا ، اور سید کی گرفتاری عمل میں آگئی جس سے غصہ کی عام لہر تمام ملک میں دوڑ گئی — گرفتاری کے بعد انواع و اقسام کی سختیوں کے ساتھہ انہیں والی بغداد کے پاس بھیجدیا گیا ، اور تاکید کی گئی کہ انہیں فی الفور بصرہ روانہ کردیا جائے ، اور عراق عرب کی سیاحت کرنے یا وہاں کے علما سے ملنے کی اجازت نہ دی جائے کیونکہ ان مقامات میں ان کی موجودگی امن عامہ کے لئے خطرناک ثابت ہوگی — مشارٌ الیہ بصرہ پہنچے ، اور وہاں حاجی علی اکبر شیرازی سے جو ایک ایرانی عالم تھے ، اور

سی ایك عربي خط مجتہد اعظم حاجی مرزا حسن شیرازي
(جو سامرہ میں مقیم تھی) کي خدمت میں لکھا -- یہہ خط
سیاسي دنیا میں خاص شہرت رکھتا ھی ، اور سید صاحب نی لندن
میں اس خط کي نقل بھي شائع کرادی تھي*

ایران کی اقتصادي غلامي کی خلاف احتجاج

اس خط میں سید ناصرالدین شاہ کی استبدادی طریقوں
پر بہت کچھ روشني ڈالي تھي ، اور مجتہد اعظم کو آمادہ کیا تھا کہ
وہ تنباکو کا اجارہ منسوخ کرانی میں اپني زبردست شخصیت کو کام
میں لائیں -- یہہ اجارہ جیسا کہ تمہید میں بیان کیا جا چکا ھی،
سنہ ۱۸۹۰ع میں لندن کی ایك کمپني کو دیا گیا تھا تاکہ جس قدر تنباکو
ایران میں پیدا ہو وہ اسی خرید لی، اور جس قیمت پر چاھی فروخت
کری یہہ کمپني چھہ لاکھہ پچاس ھزار پونڈ کی سرمایہ سی قایم
ہوئي تھي اور سالانہ ۱۰ لاکھہ پونڈ کی فائدہ کي امید کی جاتي
تھي، جس میں سی ¼ حصہ شاہ ایران اور وزرا کو دیا جانی والا
تھا -- خدا جانی سید نی کس مبارک گھڑي میں ایران کي اقتصادي
غلامي کی خلاف اپني آواز بلند کي تھي کہ اس کا علما سمیت اسلامي

ایران کی بیداری کی تاریخ اس ایک واقعہ سی شروع ہوتی
ہی جسکا تما متر سہرا سید جمال الدین کی سر ہی بہر حال
متعلقہ فتوی سنہ ۱۸۹۱ع میں جاری ہواہ اور تہوڑی ہی مدت
میں تمام ملک میں تنباکو کا استعمال ترک کردیا گیا۔ معاہدہ منسوخ
کرانی میں بادشاہ کی طرف سی کمپنی کو ٥ لاکہہ پونڈ تاوان دینا
پڑا جو ٦ فیصدی سود پر قرض لیکر ادا کیا گیا۔ چونکہ یہہ خط
دنیاے اسلام میں ایک خاص شہرت رکہتا ہی اس لئی ہم
سید محمد رشید رضا ایڈیٹر المنار جیسی وقیع اہل قلم کی راے
اس خط کی بارے میں درج کرتی ہیں۔ اسکی مطالعہ سی
اس امر کا بہی اندازہ ہو جائیگا کہ اسلامی ممالک نی اس خط
کو کس نظر سی دیکہا۔ وہو ہذا*

«اس خط سی سید عالم کی جرأت اور جوش کا اندازہ
ہوسکتا ہی جنکا اہل ایران پر بہت گہرا روحانی اثر تہا
اور چنانچہ انہوں نی تنباکو کی کاشت اور استعمال کی
متعلق امتناعی فتوی جاری کرادیا۔ علما نی ان کی فتوی
کی حیرت انگیز سرعت کی ساتہہ اور وسیع پیمانہ پر

ختم کیا کہ بیان کیا جاتا ہی کہ طہران میں فتوی کی نقل پہنچنی کی دوسرے دن صبح کو شاہ نی قلیان طلب کیا مگر اس سی کہہ دیا گیا کہ شہر میں تنباکو بالکل موجود نہیں ہی اسلئی کہ ساری مقدار ضائع کردی گئی ہی ۔ اس نی متعجب ہوکر سبب دریافت کیا ، اور اس کی جواب میں اسی حجۃ الاسلام کی فتوی کی اطلاع دیدی گئی ۔ اور جب ملازمین سی پوچھا گیا کہ تم نی پہلی سی میری اجازت کیوں نہ حاصل کرلی تو اسی جواب دیا گیا کہ یہہ مذہبی معاملہ ہی جسکی متعلق ایسی اجازت کی ضرورت نہ تھی ۔ اسکی بعد شاہ اجارہ کو مفسوخ کرنی پر مجبور ہوگیا — اس طرح سی سید جمال الدین نی ایران کو انگریزی مقبوضہ ہونی سی بچالیا ، اور اصلی سبب کو زائل کر دینی سی انہوں نی نہ صرف اس اجارہ کو بلکہ دوسرے اجاروں کو بھی جنکا ذکر اس خط میں ہی مفسوخ کرادیا ۔ ایسی ہی لوگ راستباز ہیں اور ایسی ہی اشخاص سچی علماء ہیں *

اب (١) علما کی رسوخ کا اثر ایران میں پورے

طور سے نمایاں ہی اٹھی ہے اس نے نہ صرف نظام
حکومت کو بدل دیا ہے بلکہ استبدادیت کو دستوریت
مین مبدل کردیا ہی غالباً اس واقعہ سے علما کو سب
سے پہلے آگاہی ہوئی کہ وہ صورت حالات پر تمام و
کمال قابض ہوچکے ہیں لیکن پھر بھی سید جمال الدین
ہی اس انقلاب کے اصلی بانی کہے جائینگے جسطرح سے وہ
مصری انقلاب کے بانی تھے ، جہان ان کی پارٹی کی
سب سے بڑی کوشش یہہ تھی کہ اسمعیل پاشا کی حکومت
کو تباہ و برباد کردیا جائے ، اور توفیق پاشا مین ترقی
کی اسپرٹ پیدا کردی جائے ۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ
اس نے سید اور ان کے رفقا کو یہہ یقین دلادیا کہ اگر
"مین تخت پر متمکن ہوا تو نمایندگان قوم کی نئی چیمبر
قائم کرونگا ، اور دیگر اصلاحات بھی عمل مین لاؤنگا" ۔
لیکن بعد میں فوج کی سیاسیات مین حصہ لینے کی وجہ
سے تمام تجویزین خاک مین مل گئین *

"لیکن علما کو جو کامیابی (جس مین سید کی

ملکي مداخلت کی روکنی مین حاصل هوئي اس نی صاف طور پر ظاهر کردیا که علما اور جمهور کي طاقت بادشاهون کي طاقت سی زیاده هی مگر اس آگاهي کي تکمیل شاه کی قتل سی هوئي ، اور نیز اس روایت سی که قاتل سید جمال الدین کی مریدون مین سی تها *

«سید نی صرف اسي پر اکتفا نهین کي که مجتهد اعظم اوردوسرے علما کو شاه اور اسکی وزراء کي مخالفت کرني پر آماده کیا ، بلکه وه بصره سی یورپ گئی ، اور اس کی خلاف تحریر و تقریر کي ذریعه جد و جهد شروع کردی انهون نی وهان «ضیاء الخافقین » رساله کي بنیاد ڈالي ، جو انگریزي اور عربی زبانون مین شائع هوتا تها ، اور جسکی هر نمبر مین و سید ، یا و حسیني سید ، ی دستخطون سی ایراني معاملات پر ایك مضمون نکلتا تها — مصر پر بهي جو مضامین اس میں شائع هوسے تهی وه بهي نهایت اهمیت کي نگاه سی دیکهی جاتی تهی *

تھی ان میں سید شاہ اور اس کی حکومت کی خوب خبر لیتی یہاں تک کہ سفیر ایران متعینہ لندن نے ان سے ملاقات کی اور انہیں اپنی طرف ملا لینے اور ان کے جوش کو ٹھنڈا کر دینے کی سعی کی تاکہ وہ تحریر و تقریر میں حملے کرنے سے باز آجائیں ، اور ساتھ ہی ایک معتدبہ رقم پیش کی ۔ لیکن سید نے جواب میں کہا کہ "میرے جوش کو صرف یہی بات فرو کرسکتی ہے کہ شاہ کو قتل کردیا جائے ، اور اس کے پیٹ کو چیر پھاڑ ڈالا جائے ، اور اس کی لاش کو سپرد خاک کردیا جائے " سید کے اسی قول سے اس یقین کو اہمیت ہوگئی ہے کہ شاہ کا قاتل سید کا مرید تھا *

اجرائے "ضیاء الخافقین"

سید صاحب بصرہ میں قیام کرنے کے بعد اپنی صحت درست کرنے کی غرض سے لندن پہنچے ۔ سنہ ۱۳۰۹ ہجری کی ابتدا میں وہ لندن ہی میں تھے مگر آرام کرنے کے بجائے

علاوہ برآں پبلک جلسوں میں ایرانی معاملات کے متعلق متعدد لکچر اور ایڈریس دئیے، اور انگریزی جرائد میں مضامین لکھے۔ مرزا ملکم خاں سے جو ایرانی سفارت متعینہ انگلستان کے عہدہ سے معزول ہوچکے تھے غالباً ملاقات رہتی تھی۔ رجب سنہ ۱۳۰۹ ہجری میں ایک عربی و انگریزی اخبار جس کا نام "ضیاء الخافقین" تھا، لندن سے جاری کیا۔ اس کام میں غالباً دوسروں کی امداد بھی شامل تھی۔ ہر نمبر میں وہ بالخصوص اسلامی معاملات کے متعلق ایک مضمون خود لکھا کرتی تھی *

اس اخبار کے پہلے پرچہ میں ایرانی خرابیوں سے بحث کی گئی تھی، اور دوسرے نمبر میں (غرہ شعبان) سید نے

ایران کے تمام جید علما کے نام ایک خط لکھا تھا جس میں ناصرالدین شاہ کو تخت سے اتار دینے کی تحریک کی گئی تھی۔ اس پرچہ کی خوب ہی اشاعت ہوئی۔ بالآخر انگریزی حکومت نے عجیب و غریب اثرات کو کام میں لا کر اس اخبار کے سررشتۂ حیات کو منقطع کردیا۔ مثلاً انگریزی وزارت خارجہ نے اس پریس سے جس میں عربی ٹائپ تھے، اور جہاں یہہ اخبار چھپتا

«ضیاء الخافقین» اخبار وہاں چھپتا رہیگا تو حکومت انگریزی اپنی تمام فرمایشات کو اس مطبع سے واپس لے لیگی اور دوسرے کارخانہ کو دیدیگی ۔ اس دھمکی سے اخبار موت کی نیند سو گیا*

قیام قسطنطنیہ

اسی سال کے آخری حصہ میں یا سنہ ۱۳۱۰ ہجری کے ابتدائی ایام میں سید سلطان المعظم عبدالحمید خان مرحوم کی دعوت پر اسلامبول گئے ۔ چونکہ سلطان بہ نفس نفیس اتحاد اسلام کے لئے کوشاں تھے ، اس لئے انہوں نے سید کی انتظامی قابلیت اور اسلامی ممالک میں ان کے اثر سے فائدہ اٹھانیکی امید میں انہیں اپنے محل کے قریب ٹھیرایا ، اور نشان طاش میں ایک مکان رہنے کے لئے دیا ، اور ۷۵ لیرۂ عثمانی (۱) (تقریباً ۱۰۰۰ روپیہ) ان کے لئے ماہوار مقرر کردیے ۔ شاہی اصطبل کی ایک گاڑی بھی ہر وقت سواری کے لئے موجود رہتی تھی ۔ کھانا شاہی دسترخوان سے بھیجا جاتا تھا ۔ اس مہم کی ابتدا میں سلطان عبدالحمید خان سے ان کے مراسم بہت بڑھ گئے تھے ، اور سلطان بھی ان کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے *

اس کا ثبوت یہہ ہی کہ جب اسلامبول میں بلنٹ کی سنہ ۱۳۱۰ ہجری میں ان سی ملاقات ہوئی ہی تو وہ سلطانی مہمان خانہ میں جسی ترکی میں مسافر خانہ کہتی ہیں، فروکش تہی، اور سلطان کی خدمت میں انہیں بہت زیادہ تقرب حاصل تہا۔ لیکن بعد میں سلطانی دربار کی تمام پیرو مرشد اور درویش جنکا کام فال گیری، تعبیر خواب اور غیب گوئی تہا، اور جن سی سلطان عبد الحمید خان ہر وقت گہرے رہتی تہی، بالخصوص ابوالہدی معروف بہ دسایس نی سلطان کی نظر میں سید کی قدر کم کردی یہاں تک کہ ان پر ایک گونہ پولیس کی نگرانی رہنی لگی جس وجہ سی انہیں بعد میں بہت سی تکلیفیں پہنچیں (۱) مسٹر بلنٹ لکہتی ہیں کہ " سلطان عبد الحمید خان کی ناراضی کی باوجود وہ برابر نشان طاش میں مقیم رہی ـ ۰۰۰۰ بہت سی اشخاص ان کی دشمن ہو گئی تہی، اور عبدالحمید بھی انہیں اپنی لئی بار سمجہنی

(۱) سلطان عبدالحمید کی ایک خاص عادت یہہ تہی کہ وہ اپنی مہمانوں کو نگرانی میں رکہا کرتی تہی بقول مرزا رضا کرمانی سلطان کو یہہ شبہ ہو گیا تہا کہ کہیں سید خدیو مصر کو خلیفہ بنانی کی کوشش میں مصروف نہوں۔ اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ سلطان ذرا وہمی واقع ہوئی تہی لیکن افسوس ہی کہ سید کو بلاسبب

لگی تھی بہر حال اس مین کچھہ شبہ نہین کہ ان کی آخری دن بہت افسوس ناك طریقہ پر بسر ہوے ـ شیخ محمد عبدہ کی قول کی مطابق سلطان المعظم کي ناراضی هي کا یہہ اثر تھا کہ ان کی سابقہ دوست ان سی کٹنی لگی اور رفتہ رفتہ حالت یہان تك پہنچ گئي کہ مسافر خانہ مین ان کي جس قدر هم مذهب دوست تھی، ان سب نی سید صاحب سی کنارہ کشي اختیار کرلي — انہون نی صرف ایك عقیدتمند مرید کي گود مین انتقال کیا ، اور وہ ملازم ایك عیسائي تھا " *

سید کا انتقال

اسلامبول مین چار سال سی زیادہ عرصہ تك اقامت رکہنی کی بعد سید صاحب جسماني طور پر بہت کمزور اور نحیف هوگئی تھی ، ناصرالدین شاہ کي قتل کی بعد دولت ایران نی سلطنت عثمانی سي سید کي حوالگي کا مطالبہ کرنا شروع کیا مگر سلطان نی ایرانی سفیر کی پیہم اصرار کی باوجود اس مطالبہ کو مسترد کردیا ، اور سید کو حوالہ کرنی سی قطعی انکار کردیا اگرچہ باقي تین ملزمین حوالہ کردیے گئی تھی — سید کو ایرانی حکومت کي سپرد نہین کئی گئی لیکن یلدیز کوشك

میں ان کا باقدہ بیان لیا گیا ، اور چونکہ ان کے پاس سے کوئی مجرمانہ شی برآمد نہیں ہوئی تھی اس لئے بالواسطہ یا بلاواسطہ قتل کی ذمہ داری سے بری کردیا گیا *

واقعہ قتل سے کچھہ عرصہ بیشتر سلطان نے سید سے یہہ ضرور کہا تھا کہ ایرانی سفیر مجھہ سے تین مرتبہ ملاقات کرچکا ہے ، اور میں نے وعدہ کرلیا ہے کہ میں اپنا رسوخ استعمال کرونگا ، اور اس لئے آپ ناصر الدین شاہ کے خلاف حملے کرنا بند کر دیں — اس کے جواب میں سید نے کہا کہ " خلیفہ وقت کے احکام کے مطابق میں نے شاہ ایران کو معاف کردیا — میں نے شاہ ایران کو معاف کردیا " اس پر سلطان المعظم نے ارشاد فرمایا کہ " حقیقت یہہ ہے کہ شاہ ایران آپ سے بہت زیادہ خائف رہتے ہیں " اور بعد کے واقعات نے ثابت کردیا کہ یہہ اندیشہ بے بنیاد نہ تھا *

اس واقعہ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یعنی رجب سنہ ۱۳۱٤ ہجری میں سید مرض سرطان میں مبتلا ہو گئے ، اور اسی سال شوال کی پانچوین تاریخ (۹ مارچ سنہ ۱۸۹۷ ع) کو

نہایت شان اور احترام کے ساتھہ اُٹھایا گیا ، اور انہیں نشان طاش کے قریب کے قبرستان الموسوم بہ شیخلر مزار اتی میں دفن کردیا گیا *

بہت سے ایرانی یہہ خیال کرتے ہیں اگرچہ ترك اس امر سے صاف انکاری ہیں کہ سید طبعي موت نہیں مرے ، بلکہ کہتے ہیں کہ انہیں زہر دیا گیا تہا ، جس سے مصنوعي طور پر مرض سرطان كي سي کیفیت پیدا ہوگئي تہي ـ ان کا گمان ہے کہ یہہ فعل سلطان کے در باري عبد الہدی کا ہے —

پروفیسر براؤن اس پر "العلم عند اللہ" کہکر خاموش ہوجاتے ہیں حسن بے صابري جو محمد عبدہ کے مرید تہے ، کہتے ہیں کہ سید کو زہر دیا گیا تہا جو مسواك کے ذریعہ ان کے دانتوں میں پہنچا دیا گیا تہا ـ صفات اللہ خاں اسد آبادي كي بہي یہي راے ہے کہ انہیں دشمنوں کے ہاتہوں زہر دلوایا گیا تہا ـ بہر حال اتنا ظاہر ہے کہ جو لوگ سلطان عبدالحمید خاں اور اُن کے طریقوں سے ذرا بہي واقف ہیں وہ کم از کم ایرانیوں کے اس خیال كي تردید بہي نہیں کرسکتے — ایك نہیں بلکہ متعدد واقعات سلطان كي زندگي میں ایسے پیش آچکے ہیں

(جن مین مدحت پاشا کی گلا گھونٹنی کا واقعہ نہایت دردناک ہی)
جب کہ سلطان نی ان اشخاص کو ملک عدم مین پہنچوادیا،
جو ان سی یا تو اختلاف راسے رکہتی تہی، یا جمہوریت اور
دستوریت کی دلدادہ ہونی کی باعث سلطان کی اختیارات
مین کمی کرنی کی حامی تہی ـ لیکن ساتہہ ہی اس امر کا براہ
راست کوئی ثبوت موجود نہین ہی کہ سلطان کا ہاتہہ سید کی
خون سی رنگین ہی *

عام اخلاق اور کارنامی

سید جمال الدین جو مصر و یورپ مین افغانی شیخ کی
لقب سی مشہور ہین، جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہی، نہایت
زبردست اور عجیب و غریب شخص تہی ـ ان کی ذریعہ اکثر
اسلامی ممالک مین اتحاد اسلام کی جذبات پہیلی ـ اور جہان تک
ان کی زندگی کی حالات سی اندازہ کیا جاسکتا ہی یہی وہ
عظیم الشان کام ہی جسی انہون نی تمام عمر اپنا مطمح نظر
سمجہا ـ جہان جہان وہ گئی، وہ اپنی آئیڈیل سی غافل نہین
رہی — وہ فرقہ بندی، ذات پات اور ملک و قوم کی تباہ کن
قیود سی بالاتر تہی — سنی شیعہ کی تفرقون کو انہون نی ہمیشہ

نفرت کي نظر سی دیکھا ، اور انہیں اسلام کي وسیع تعلیم کی منافي قرار دیا — وہ خود اتحاد اسلام کی مجسمہ تھی ، ایسا اتحاد اسلام جو مسلمانون کو ان کا بھولا ہوا سبق یاد دلا دے ، اور انہین پھر اسلام کي ابتدائي اور سادہ تعلیم پر عمل پیرا کردے *

دنیاے اسلام کی موجودہ واقعات اس امر پر شاہد ہین کہ انہون نی مسلمانون کی مرض کا صحیح علاج دریافت کرلیا تھا ، اور فروع پر وقت صرف کرنی کی بجاے انہون نی ہمیشہ جڑ کو مضبوط کرنی کي فکر رکھي — افغانستان ، ایران ، ہندوستان ، مصر اور ترکي مین انہون نی بہت سی نمایان کام انجام دے — لندن ، پیرس اور پیترو گراڈ مین وہ سیاسیات مین مشغول رہی — ان کي شخصیت نہایت زور دار تھي — وہ نہایت با رعب آدمي تھی — ان کي تحریر و تقریر دلون مین اثر پیدا کرتي تھي — وہ في الحقیقت بڑے آدمي تھی ، اور لوگون کي قلوب پر حکومت کرتی تھی *

ان کي آنکھون مین مقناطیسي قوت تھي ، اور ان کي زبردست ایماني قوت کي بعد اگر کوئي بزرگ ترین اور قابل احترام

تھی ان میں تھی تو وہ ان کی قوت بیان تھی ، اور واقعہ یہہ ہے کہ ان کی خطبوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خطبوں کی یاد تازہ ہوجاتی تھی — ہر مباحثہ لکچر یا گفتگو کی وقت ان کی نظر لوگوں کی قلوب پر پڑتی تھی — ان کی قوت بیان اور بلاغت ہمیشہ غالب رہا کرتی تھی — عربی تحریر نہایت زور دار اور شستہ ہوتی تھی — فارسی لکھنی اور عام بول چال میں بالعموم افغانی محاورات اور لہجہ کا تتبع کرتی تھی — ان کی فارسی تحریروں سے ان کی ایرانی ہونی میں قدرسے شبہ پیدا ہوجاتا ہے *

ان کا سب سے بڑا خیال جس میں وہ ہمیشہ منہمک رہتی تھی، اسلامی سر سبزی اور اتحاد اسلام تھا — اسی کو وہ اسلام کی ترقی اور احیائے ملت کی بنیاد قرار دیتی تھی ، اسی میں وہ یوروپ کی غلبہ اور تسلط سے اسلام کی نجات مضمر سمجھتی تھی ، ان کی ہر لحاظ سے ایک زبردست اور جاذب ہستی تھی — لوگ ان کی صحبت سے خوش ہوتی تھی ، لیکن ان میں ایک حد تک تعلی کی عادت تھی ، اور ذرا زود خشم بھی تھی — وہ

ربي محابا بیان کرتی تھی ، اور آینده کی خطرات کا بالکل
بال نہین کرتی تھی ۔ وہ کسي چیز سی متاثر ہو کر میدان عمل سی
ہی ہٹتی تھی لیکن وہ ان معنوں میں جن معنون مین اهل یورپ مدبر
ابجہی جاتی ہیں مدبر نه تھی ، اور یہي وجه ھی که جہاں جہاں
، گئی ، انہوں نی لوگوں کو اپنا حاسد اور دشمن بنا لیا مگر
ن کی دوست اور مرید اُن کی سچی نام لیوا اور عاشق تھی ،
ر وہ ان کا بی حد احترام کرتي تھی ، اور انہیں اسلام کا نجات
هنده سمجھتی تھی *

جن وحشیانه سختیوں کی ساتھه ان کا اخراج عمل میں آیا تھا
ر جس بي رحمانه طریقه سی حکومت کی سپاهي ان کي ٹانگون کو
نده کر جاڑے کی موسم مین خانقین تك لی گئی تہی اس کا اثر بد
آخر عمر تك ان کی دل پر رها ، اور باوجود اس کی که اس
اریخ سی پیشتر وہ نہایت چاق و تندرست تہی ، لیکن اس واقعه
کی بعد جب وہ لندن پہنچی ہیں ، تو نہایت لاغر اور علیل
ہو گئي تھی *

ان کي عمر کا سب سی بڑا کام مصر میں انجام دیا گیا تھا

مصر کے مشہور معروف مفتی محمد عبدہ اور بہت سی علما و فضلا اور مہدي سوڈاني کی اکثر اصحاب ان کی شاگرد تھی ۔ عربي، فارسي، همداني تركي اور اسلام بولي تركي (عثمانلو جه) میں وہ خوب ماہر تھی۔ فرانسیسي زبان مین وہ بقدر کفایت بات چیت کرلیتی تھی اور فرانسیسي کتابوں اور رسائل کو زیر مطالعہ رکھتی تھی — انگریزي اور روسي جو ٹوٹي پھوٹي انہین آتي تھي اس کي وجه لندن اور پیٹرو گراڈ میں ان کا قیام تھا ۔ شاید پشتو اور اردو بھی انہیں اتنی هي آتی ہو گئي ۔ کتب عربي و فارسي کو وہ بہت زیادہ پڑھتی تھی *

اپنی تصنیف « تاریخ الافغان » میں مشہور فرانسیسي عالم لنورمان (Lenorman) کی اقتباسات درج کئی هیں، جو ثبوت هی اس امر کا کہ وہ فرانسیسي کتب سی استفادہ حاصل کرنی کی عادي تھی ۔ افسوس هی که وہ اپنی خیالات اور جذبات کا کوئي باقاعدہ مرقع نہیں چھوڑ گئی۔ ان کي فقط دو کتابین یادگار رہ گئي هین ایك فارسي میں (ردنیچریه) اور دوسري عربي مین (تاریخ الافغان) (۱) اخبار العروۃ الوثقي، اور ضیاء الخافقین میں جو مضامین ان کی قلم سی نکلی تھی، یا چند چٹھیان، وہ بھی باقي هین *

مشار الیہ کو زندگی میں کچھ استغنا نہ تھا، اور یہی وجہ ہی
کہ انہوں نی کبھی مال و دولت جمع نہیں کی۔ طہران میں ایک
مرتبہ ناصرالدین شاہ نی ہزار تومان اور ہیرے کی انگشتری
انکی پاس تحفۃً بہیجی تہی انہوں نی روپیہ کو تو واپس کردیا
مگر انگوٹھی کو میزبان کی اصرار سی رکھہ لیا اور اسکو بہی
بالآخر اپنی میزبان کی صاحبزادے کو دے ڈالا۔ اسی
طرح جب وہ مصر سی خارج کئی گئی تو سویز پہنچنی پر انکی
جیب بالکل خالی تھی، ایرانی سفیر نی آنہیں قرضہ یا نذرانہ کی طور پر
کچھہ روپیہ دینا چاہا مگر سید نی یہہ کہکر انکار
کردیا کہ ”شیر جہاں کہیں جائیگا اپنی کہانی کا سامان خود مہیا
کرلیگا“۔ سید جمال الدین ترقی و وجاہت پسند مسلمان تھی،
اور انہیں اسلام سی سچا عشق تھا۔ وہ اگرچہ کٹر مسلمان نہ
تھی تاہم وہ دین میں کسی انحراف کی پیرو نہ تھی۔ بطرس بستانی
کی دائرۃ المعارف (انسائیکلو پیڈیا) میں جو مضمون
انہوں نی مذہب ”باب“ پر لکھا ہی، اس سی صاف ظاہر ہوتا ہی

سید کی تعلیمات

سید جمال الدین کی تعلیمات کا خلاصہ حسب ذیل ہی :—

"عیسائی دنیا باوجود اس کی کہ نسل و قومیت کی اعتبار سی خود اس میں اندرونی اختلافات موجود ہیں، مشرق بالخصوص اسلام کی خلاف ہی، اور تمام اسلامی ممالک کو تباہ کرنی کیلئی متحد ہو گئی ہی *

"صلیبی لڑائیوں کی اسپرٹ ابھی تک قائم و برقرار ہی، اور پیٹر اعظم کی تعصبانہ روح بھی جوں کی توں موجود ہی، عیسائی دنیا دل میں اسلام کو دیوانہ وار نفرت و حقارت کی نظر سی دیکھتی ہی — اس کا اظہار کئی طریقوں سی ہورہا ہی — مثلاً بین الاقوامی قانون کو لو — اس میں مسلم اقوام کو عیسائی اقوام کی مساوی درجہ عطا نہیں کیا گیا *

"اسلامی ممالک کی خلاف جو حملی اور بی عزتیاں روا رکھی جاتی ہیں ان کی متعلق عیسائی دول یہہ کہکر عذر خواہی کرلیا کرتی ہیں کہ قبل الذکر ممالک غیر ترقی یافتہ اور

سی جن میں جنگ بہی شامل ہی ، اسلامی ممالک میں اصلاح اور ترقی کی ہر شروع کردہ کوشش کا گلا گھونٹ دیتی ہیں *

"اسلام سی نفرت رکہنا تمام عیسائیوں میں مشترک ہی ــ اور اس اسپرٹ کا نتیجہ اسلام کی تباہی کی خاموش اور مسلسل صورت میں نکلتا ہی *

"عیسائی دنیا ہر اسلامی جذبہ اور خواہش کا مذاق اڑاتی ہی ، اور اسی ذلیل سمجتی ہی ــ مشرق میں یورپین اس شی کو "تعصب" قرار دیتی ہیں جسی اپنی ملک مین وہ "قومیت" اور وطن پرستی سی تعبیر کرتی ہیں ، اور جس صفت کو وہ مغرب مین "خود داری" اور "تمکنت" "یا قومی عزت" کہتی ہیں ، اسی مشرق میں "جنگجو یا نہ اسپرٹ" قرار دیتی ہین ــ جس شی کی نسبت اہل مغرب یہہ گمان کرتی ہیں کہ "قومی جذبہ" ہی ، اسی کو مشرق میں یہہ سمجھتی کہ وہ "غیر ملکیوں کی خلاف جذبہ حقارت" سی زیادہ وقعت نہیں رکھتا *

"ان تمام امور سی یہہ حقیقت واضح ہوجاتی ہی کہ تمام دنیاسے
سلام کو وسیع دفاعی اتحاد میں متحد ہو جانا چاہئی بشرطیکہ وہ

ضروري هی که وه مغربي ترقي کی اصل اصول کو حاصل کرے اور یورپین طاقتون کی رازون کو معلوم کرے (۱) *

«شیخ جمال الدین همیشه یهه تلقین کرتی تهی که زمانه موجوده میں اسلامي حکمرانوں کي روز افزوں استبدادیت سراسر اسلام کي اسپرٹ کی منافي هی جو در حقیقت جمهوریت پر مبني هی – جہاں هر مسلمان کو جلسوں میں آزادانه تقریر کرنی کا پورا پورا حق حاصل هی اور جہاں کسي حکمران کی حکومت قانون اور راے عامه سی مطابقت کرنی میں مضمر هي (۲) *

«انصاف وهاں حاصل هو سکتا هی جہاں قوتیں مساوي هوں یعني یهه که جب تک محکوم اپني مقابله کرنیوالی قوت سی حاکم کي

---

(۱) یهه اقتباس فرانسیسي رساله «روی دیو مانه میوز لمان» (Rue du monde Musalman) بابت ماه مارچ سنه ۱۹۱۲ع سی لیا گیا هی – مضمون نگار نی اپنا نام ظاهر نهیں کیا مگر ایڈیٹر کی نوٹ سی معلوم هوتا هی که مضمون کسي اهل الرائی مسلمان کی زور قلم کا نتیجه هي «جدید دنیائی اسلام» مصنفه لاتهراپ اسٹاڈرڈ – صفحات ۵۳ و ۵۴

(۲) «سرزمین فراعنه میں» مصنفه دوس محمد – مطبوعه لندن

طاقت کی مخالفت نہ کریگا اسوقت تک سوائے ظلم کی اور کچھ نتیجہ مرتب نہ ہوگا (۳) *

سید اہل یورپ کی نظرون مین

جن یورپین مصنفوں نی سید کی حالات قلمبند کئی ہیں اُن سب نی انکی بڑائی اور بزرگی کا اقرار کیا ہی — پروفیسر براؤن جن کی مشرقی اور ایران کی متعلق خیالات کا سب کو علم ہی اور جنہون نی سنہ ۱۳۰۹ ہجری کی آخر مین مرزا ملکم خان کی مکان مین سید سی ملاقات بہی کی تہی، اپنی کتاب «تاریخ انقلاب ایران» مین سید جمال الدین کی حالات پوری شرح و بسط سی لکھنی کی بعد نہایت محبت آمیز الفاظ میں ان کی تعریف کرتی ہیں، وہ رقم طراز ہیں :- «یہہ بزرگ شخص ایک زبردست سیاح اور عالم تہا، اور باوجود اس کی کہ دولت دنیا مین سی فصیح زبان و قلم، وسیع علم، سیاسی فہم وفراست، معلومات مختلفہ اور اسلام کیلئی (جس کی انحطاط کو وہ اپنی دل میں محسوس کرتی تہی) سچی عشق کی سوائے ان کی پاس اور کچھہ نہ تہا، تاہم یہہ بات بلا مبالغہ کہی جاسکتی ہی اور حرف بحرف

(۳) میرا روزنامچہ (جلد ۲) مصنفہ ولفرڈ اسکیوین بلنٹ — مطبوعہ لندن.

صحیح ھی کہ انہوں نی بادشاہون کی تخت تاج و کو ھلا دیا تھا ، اور مدبرین یورپ کي بعض متفقہ تجاویز کو درھم برھم کردیا تھا — انہون نی ان غیر معمولی قوتوں کو استعمال کیا جن کي جانب مشرق و مغرب کی سیاست دانون مین سی کوئي شخص بھي ملتفت نہوا تھا ، اور نہ کبھي ان سی فائدہ اٹھانی کا خیال کسي کی ذھن میں آیا — ایک انھي کی ذریعہ مصر میں حب الوطني اور مذھبي اتحاد کی جذبات پہیلي » *

ولفرڈ بلنٹ اپنی کتاب (گارڈن خرطوم مین) مین « شاھزادہ » جمال الدین کی بارے میں مبسوط حال لکھنی کی بعد رقمطراز ھیں :— « جمال الدین ایک بڑے شخص تھی — ان کي تعلیمات مین ایک خاص اثر اور کشش پائي جاتي تھي ، یہان تک کہ آخری ۳۰ سال مین دنیاے اسلام مین ان سی بڑھکر کوئی عالم نہین ھوا — مین اپنی تئیں بہت زیادہ مفتخر اور مشرف سمجہتا ھون کہ وہ انگلستان مین میرے یہان تین مہینی تک قیام پذیر رھی — وہ اپنی خیالات مین پکی تھی اور پورے طور پر ایشیائي تھی اور آساني کی ساتھ یورپین رسوم و آداب سی مانوس نہین ھوتی تھی » (۱) *

لا تهراپ اسٹاوڑد لکھتی ہین :— «جمال الدین بہت بڑے سیاح تھی، اور نہ صرف دنیائے اسلام سی کما حقہٗ واقف تھی، بلکہ مغربی یورپ سی بھی پوری واقفیت رکھتی تھی۔ مسلسل سیاحتون اور وسیع مطالعہ کی سبب ان کی معلومات بی انتہا وسیع ہوگئی تہین جسی انہون نی گونا گون تحریکون مین موثر طریقہ سی استعمال کیا۔ وہ پیدایشی مبلغ تہی اور اس حیثیت سی لوگون کی توجہ کو اپنی جانب مبذول کرلیتی تھی۔ دنیائے اسلام مین جہان کہین وہ گئی ان کی زبردست شخصیت نی ذہنی انقلاب پیدا کرنا شروع کردیا — برعکس شیخ سنوسی کی انہون نی مذہب سی بہت کم سروکار رکھا اور تمام و کمال سیاست مین منہمک رہی۔ جمال الدین پہلی مسلمان تہی جنہون نی مغربی غلبہ کی آنی والی خطرے کو اچھی طرح سی محسوس کرلیا تہا اور انہون نی بقیۃ العمر اسلامی دنیا کو اس خطرے سی آگاہ کرنی اور مدافعت کرنی کی پیچیدہ ذرائع معلوم کرنی میں صرف کرڈالی۔ یورپین نو آبادیون کی حکام انہین خطرناک شورش پسند قرار دیتی تھی بالخصوص انگریز جو ان سی خائف رہتی تھی اور ان سی سخت

اور ان میں بہت زیادہ مقناطیسی قوت و ودیعت کی گئي تہي اور کام کرنی کی غیر معمولي طاقت رکہتی تہی۔ سید نی سنہ ١٨٩٦ع مین بڑي عمر پر پہنچ کر انتقال کیا اور آخر وقت تك مستعدي سی کام کرتی رہی» (١)*

مصنف «مشاهیرالشرق» سید کي زندگی ختم کرنیکی بعد یہہ لکہتی هیں :— ” ان کي زندگي اور کارناموں کی مختصر حالات پڑھنی کی بعد یہہ معلوم هو سکتا هی که وه مقصد جو همیشه ان کی پیش نظر رها، اور وه مرکز جس پر ان کي تمام امیدین همیشه مجتمع رهیں «اتحاد اسلام» تہا اور تمام دنیا کی مسلمانون کو ایك سلطنت میں متحد کرکی واحد خلیفة الاسلام کی ماتحت لانا تہا ۔ اس کوشش میں انہوں نی اپني تمام طاقت صرف کرڈالي اور اسي مطمح نظر کو حاصل کرنی میں انہوں نی دنیاوي خواهشات کو خیر باد که دیا، حتی که شادي بہي نہیں کي ، اور کوئي خاص پیشه بہي اختیار نہین کیا ۔ لیکن باوجود اس کی وه اپنی مقصد مین نا کام رهی۰۰۰۰۰۰ لیکن انہوں نی اپنی دوستون اور مریدون کی دلون مین ایك زنده اسپرٹ پیدا کردي هی، جو همیشه انکی قوتون

کو بیدار اور ان کی قلموں کو تیز کرتي رهي هی، اور مشرق
نی ان سب کي جانفشانیوں سي فائده اٹھایا هی، اور همیشه اٹھاتا
رهیگا * (۱)

حلیه

مشار الیه کي شکل وشباهت اور ذاتی خصوصیات حسب ذیل
تهیں :— وجیه توانا اور قوي الجثه ، رنگ سیاهی مائل گهرا تها—
صورت سی عرب معلوم هوتی تهی ـ آنکهیں چمکدار اور سیاه تهیں ـ
ان کي نگاه دل میں کهبنی والي تهي — بهت قریب سی پڑهني کی
عادي تهی لیکن عینک کا کبهي استعمال نهیں کیا — ان کی سر کی بال بلند
اور خوبصورت تهی — زیاده تر علماے اسلام بول کا لباس زیب تن
کرتی تهی ـ غذا کم تهي اور اکثر دن میں ایك بار کهاتی تهي ـ

---

(۱) پروفیسر براؤن رقمطراز هیں :— " یهه امر قابل توجه هی که
یهه الفاظ شامی عیسائی (جرجي زیدان) کی قلم سی نکلی هیں نه کسي
مسلمان کی قلم سی — یهه کتاب سنه ۱۹۰۵ م میں لکهي گئي تهي ، اور اس
وقت سی لیکر اب تك بهت سی واقعات نی (بالخصوص ایران میں) یهه ثابت کردیا
هی که سید جمال الدین نی جن قوتوں کو متحرك کردیا تها ، وه برابر اپنا کام

سچی ایرانی کي طرح جاسے کی بہت زیادہ شائق تھی —
برعکس عام ایشیائیون کی چرٹ پینی کی بیحد عادی تھی، مگر صرف
یورپ اور ٹرکي مین عمدہ قسم کا تنباکو استعمال کرنی کا انہیں
اس قدر خیال رھتا تھا کہ وہ اسی ہمیشہ خود خریدا کرتی تھی *

سوتی بہت کم تھی — آہستہ آہستہ اور رك رك کر باتین
کرتی تھی — قوت حافظہ بہت تیز تھي اور فرانسیسي زبان کو کسي
استاد کي مدد کی بغیر بقدر ضرورت صرف تین مہینی مین حاصل
کرلیا تھا — جو شخص ان سی ملنی کی لئی آتا اس سی خلق اور
تواضع سی ملتی تھی اور غریب امیر سب سی یکساں برتاؤ تھا —
ہمیشہ سامعین کي استعداد کی مطابق گفتگو کیا کرتی تھی —
بہ حیثیت مقرر کی مشرق مین مشکل سی ان کا مد مقابل ھوگا —
گفتگو مین ہمیشہ سنجیدگی ملحوظ رکھتی تھی اور ظرافت
کو کم دخل ھوتا تھا *

اعتذار

سید جمال الدین کی حالات زندگی ختم کرنی کی بعد
م یہہ کہنا چاہتی ہین کہ ہر قسم کي تحقیق و تدقیق اور تجسس
ور تلاش کی باوجود مشارٌ الیہ کی بہت سی واقعات پردۂ تاریکي
ین مخفي رہ گئی ہین ۔ ان مین سی ایک مرزا باقر بواناتي کي
وایت ہی جو لندن مین سید جمال الدین کی ساتہہ نشست وبرخاست
رکھتی تھی — یعني یہہ کہ جس زمانہ مین مرزا باقر کي
ین عالم جوانی مین شیراز مین تکفیر کیگئي ، اور وہ بہاگ کر
وشہر چلی گئی ، اور لوگ انہین پکڑنی کی لئی ان کی
یچھی پیچھی گئی ، اور انہین گرفتار کرکی لئی جاتی تھی
کہ کسي مولوي سی فتواۓ قتل حاصل کرکی انہین مار ڈالین ،
مین اسي زمانہ مین سید جمال الدین بوشہر سی آرہی تھی ، اور
شیراز جانا چاہتی تھی ۔ لوگون کو جب اُن کي موجودگي کا
علم ہوا تو مرزا کو ان کي خدمت مین لیگئی ۔ سید جمال الدین
ن بلا تامل مرزا باقر کی منہ پر ایك طمانچہ مارا اور ان کي نسبت
ملعون ، کافر وغیرہ کی الفاظ استعمال کئی اس کی بعد لوگون

کراؤن ، اور کل صبح اس کی قتل کا فتویٰ دیدوں ـ مجمع یہہ منتی کی بعد منتشر ہوگیا ، اور مرزا باقر کو سید جمال الدین کی مکان مین محبوس کردیا گیا *

نصف شب گذر نی پر آہستگی سی مرزا باقر کي کوٹھري مین گـئی ، اور بیدار کرکی کہا کہ في الفور فرار ہوجاؤ ـ اس طریقہ سی وہ اس کی نجات کا باعث بنی ـ بعد مین مرزا نی سید جمال الدین کو دیکھکر پہچان لیا کہ یہہ وہي شخص ہی جسنی مجھی نجات دلوائي تھی ـ اگر یہہ روایت صحیح ہی تو اس سی معلوم ہوتا ہی کہ سید ایران مین دو مرتبہ آنی کی علاوہ تیسری مرتبہ بھي ابتداءے جواني مین آـے تھی اور بوشہر کي راہ طہران یا اصفہان گـئی تھی *

علاوہ ازین اعتماد السلطنت بھي اپني کتاب «المآثر والآثار» مین لکہتی ہین کہ سید جمال الدین ابتدائي جواني مین بمقام قزوین علوم شرعیہ حاصل کرنی کی بعد طہران گـئی تھی ـ لیکن یہہ امر مشتبہ ہی کہ آیا تحصیل علوم انہوں نی ہمدان مین کي یا قزوین ، طہران ، مشہد ، اصفہان یا کابل مین *

هم سفر رهی تهی، اور روس مین ان سی دو مرتبه ملاقات کي تهي، ناقل هین که سفر اول مین طهران میں ایك نوجوان شخص جس کي نسبت بعد مین معلوم هوا که وه سید کا بهانجا هی (۱) سید کی ساتهه رهتا تها ـ اس زمانه مین سید کی پاس عربی کتابوں کی دو تین صندوق بهي تهی جنهین انهون نی جوان مذکور کی هاتهه همدان بهیجدیا تها ـ یهي راوي بیان کرتا هی که سید یقناً ایراني تهی اسلئی که خود اس سی بیان کرتی تهی که مین نی اپني جواني کی دن افغانوں میں بسر کئی هیں ـ مشار الیه افغانون سی بهت دوستي اور میل جول رکهتی تهي*

(۱) یعنی لطف الله خاں جن کا اس رساله مین کـئی جگه تذکره هوا هی *

ضمیمہ جات

(الف)

ملزمین کی حالات

۱— مرزا رضا کرمانی

مرزا رضا کرمانی سید کی جان نثار مریدیدون میں سی تھا— وہ سید کو دنیا کا سب سی بڑا شخص سمجھتا تھا— اس کي رائے یہہ تھي کہ "یورپ کی بڑے سی بڑے فلسفي کي گردن بھي ان کی سامنی جھك جاتي ھی، اور یہہ کہ دینا کا عقلمند ترین انسان ان کا ملازم ہونی کي بھی قابلیت نہین رکھتا" — اس مین کلام نہین کہ مرزا رضا کرمانی آخر وقت تك ثابت قدم رھا، اور کسي قسم کي دھمکی اور ترغیب یہہ اس قبول کروانی میں کارگر نہ ہو سکي کہ اس جرم مین اور لوگ بھي اس کی شریك کار تھي یا نہین— ۱۲ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱٤ ھجري

(۱) یہہ وہ اشخاص ھیں جنہوں نی شاہ ناصر الدین کی قتل میں حصہ

کو مرحوم کی چند دوستون نی چہلم کي رسم ادا کي ـ اسي
طرح سال اول اس کي برسي بهي منائي گـئي ـ ابهي تك يهه
امر متنازعه فيه هي که آیا ارتکاب جرم مین سید بهي ملوث تهي
یا نہین — مرزا کی بیان سی تو اس قدر ثابت هوتا هی که سید
نی نائب السلطنت کی لئی حسب ذیل الفاظ استعمال کـئی
هی :— «ایسا شخص جو اس قدر ظلم روا رکهی فی الواقع گردن
زدني هی» ـ لیکن مرزا نی اسی قتل کرنی کی بجا یـے خودشاه
کو موت کی گہاٹ آتار دیا ، اور جب اس سی پوچها گیا که تم
نی ایسا کیون کیا تو اس نی جواب دیا که «ظلم کا جڑ سی هي کاٹ
دینا اچها هی» ـ اثنا ـے بیان مین مرزا نی اتنا ضرور قبول
کیا تها که میرـے اور سید کی علاوه شاه کی قتل کا راز کسي
اور کو معلوم نه تها *

۲ — شیخ احمد روحی کرماني ، اوران کی دو رفقا

مرزا آقا خان کا اصلی نام عبدالحسین تها — والد کا نام
مرزا عبدالرحیم تها ، جو کرمان کی قریب کی رهني والی تهی ـ
سن پیدائش ۱۲۷۰ هجری هی ـ ریاضی ، سائنس اور فلسفه مین

سنہ ۱۳۰۳ ھجری میں وہ کرمان کی گورنر سلطان عبدالحمید میرزا کی ظلم سی تنگ آکر اصفہان چلی گئی، جہاں ظل السلطان نی ان کا تپاک آمیز استقبال کیا، اور انہیں سرکاری ملازمت پیش کی۔ مگر انہوں نی در باری زندگی بسر کرنی سی انکار کر دیا، اور شیخ احمد روحی کرمانی کی معیت میں قسطنطنیہ چلی گئی — وہاں وہ کچھہ عرصہ تک اخبار «اختر» کی اسٹاف پر کام کرتی رہی، اور وہیں سید جمال الدین سی ملاقات کی، اور ان کی ساتھہ رھکر ایرانیوں کی بیداری اور پین اسلامزم کی ترقی کی لئی بہت کچھہ مفید کام کیا۔ «آئینہ سکندری» انہی کی تصنیف ھی۔ اس کی علاوہ شاہ نامہ کی طرز پر «نامۂ باستان» بھی لکھا تھا، موخرالذکر کتاب اس وقت لکھی گئی تھی جب کہ وہ طرابزون میں قید تھی۔ اس کی تکمیل سنہ ۱۳۱۳ ھجری میں ہوئی — مصنف کی وفات کی دو سال بعد فرمان فرما نی اس نظم کو شائع کردیا مگر اس طرح سی کہ قابل اعتراض حصوں کو شامل نہیں کیا۔ اس نظم کا ضمیمہ شیخ احمد کرمانی ادیب نی لکھا تھا اور کتاب سالاریہ کی نام سی

عتراض حصص کو شائع کردیا ہی جن میں ناصر الدین شاہ پر
کـتہ چینی کی گئی ہی اور پین اسلامزم سی اظہار ہمدردی
کیا گیا ہی — ذیل کی چند اشعار ملاحظہ ہوں : —

و تا باشی ای خسرو نامور! مرنجاں کسی را کہ دارد ہنر
ویـژہ کہ باشد ز روشندلی بجاں دوستدار نبی و علی
کی نامداری زایران منم کہ خو کردہ در جنگ شیران تنم
لم دارم و علم و فرہنگ و رای نژاد بزرگان و فر ہمای
گاہی کہ آمد تمیزم پزید روانم بدانش ہمی بد کاید
گیتی نجستم بجز راستی نگشتم بگرد کم و کاستی
مہ خیر اسلامیان خواستم دلم را بہ نیکی بیا راستم
می خواستم تا کہ اسلامیاں بوحدت ببندند یکسر میاں
مہ دوستی باہم افزوں کنند زدل کین دیرینہ بیروں کنند
ی اسلامیان را فزاید شرف نفاق و جدائی شود بر طرف
ر اسلام آید بہ فرحمید (۱) یکی اتحاد سیاسی پدید
نود ترک ایران و ایران چو ترک نماند دوئی در شہان سترک
ہمان نیز دانندگان عراق بہ سلطان اعظم کنند اتفاق
ز دلہا زدایند این کینہ زود نگویند سنی و شیعی، کہ بود؟

وزان پس بگیرند گیتی بزور زجان مخالف برآرند شور

ایا چند آزاده مرد گزین بنشتیم بس نا مهای متین

روانه نمودیم سوی عراق که بر خیزد از عالم دین نفاق

به نیروی دادار جان آفرین همه بر نهادند امضا برین

به بخشید حسن اثر نامه ها که خام و نپخته نبد خامه ها

سپاسم زیزدان پیرو زگر که این نخل امید شد بارور

نوشتند ز ایران وهم از عراق که از دل به شستیم گرد نفاق

همه جان فدای شریعت کنیم به سلطان اسلام بیعت کنیم

گذاریم قانون بیگانگی به گیریم آئین فرزانگی

ازین پس همه کفر سازیم پست بداریم گیتی سراسر بدست

کس از سلاطین اسلامیان زعبا سیان تا به عثمانیان

زسامانی و غزنی و دیلمی زسلجوق وخوارزمی و فاطمی

ز صدر سلف تا بگاه خلف موفق نگردید بر این شرف

مگر اندرین عصر کامد بدید چنین طرح محکم ز رای سدید

گرت زین بد آمد گناه منست که این شیوه آئین و راه منست

برین زاده ام هم برین بگذرم و زین فخر بر چرخ ساید سرم

و گر از مسلمانیش بود بهر　　به نیکي مرا شهره کردي بدهر

چو درخون او جوهر شرک بود　　ز توحید اسلام خشمش فزود

پشیزی به از شهر یاری چنین　　که نی کیش دارد نه آئین ودین

مرا بیم دادي که در ارد بیل　　تنم را به زنجیربندي چو پیل

زکشتن نترسم کـه آزاده ام　　ز مادر همي مرگ را زاده ام

کسی بی زمانه بگیتي نه مرد　　بمرد آنـکه نام بزرگي نبرد

نمیرم ازین پس که من زنده ام　　که این طرح توحید افگنده ام

بگوش ازمروشم بسی مژدهاست　　دلم گنج گوهر، قلم اژدهاست

پس از مردنم هست پایندگي　　که جاوید باشد مرا زندگي

نصیب من آباد تحسین بود　　ترا بهره همواره نفرین بود

پس از من بگویند نام آوران　　سرایند با یکدگر مهتران

که کـرمانی راد پـاکي نهاد　　همه داد مردي و دانش براد

پس از سیزده قرن پر اختلاف　　نمودار کرد او ره ائتلاف

بتوحید دعوت کرد از دوئی　　به پیچید از کژي و جادوئي

مرا آیـد از مشتري آفرین　　که بودم فدا کار دین مبین

درودم زمینو رسانند حور　　هم از آسمانم فشانند نور

نشینند و گویند پیران راد | به نیکي نیارند نام تو یاد
که شد ناصرالدین بدي یار کفر | از او گرم گردید بازار کفر
کسانیکه توحید دین خواستند | بدین مقصد قدس برخاستند
بیا زرد وافسرد و از خود براند | بگیتي بجز نام زشتی نخواند
تو ای شاه چنین راه دین سد مکن | بخیره همی نام خود بد مکن !
که تا که بر آري دلم را زجای | همه دود مانت بر آرم ز پای
بگویم سخنهای نا گفتني | بسنبم گهر های نا سفتني
که چون بود بیخ و تبار قجر | چگونه بشام آوریدند سر
بتا تار بهر چه آمیختند | زشام از برای چه بگریختند
مرا هست تاریخی اندر اروپ | بقوت فزون تر ز توپ کروپ
مبادا که آن نامه افشان شود | که بیخ و تبارت پریشان شود
همان به که خاموش سازي مرا | زکینه فراموش سازي مرا

حاجي شیخ احمد روحي کرمانی ملا محمدجعفر کی دوسرے بیتی تھی ـ سال پیدائش سنہ ١٢٧٢ هجري هی ـ بہت قابل آدمی تھی ، اور نہایت فصیح و بلیغ مقرر ـ اپنی دوست مرزا آقا خان کی ساتھ، وہ سنہ ١٣٠٢ هجري میں کرمان سی اصفہان گئی ـ

میں شریک ہوتی رہی - پھر وہ رشت پہنچی، اور وہاں کی گورنر موید الدولہ کی مہمان رہی، مگر اس نے یہہ معلوم کر کی که دونوں پر ناصرالدین شاہ کا عتاب ہی، اپنی یہاں سی رخصت کردیا — وہاں سی وہ قسطنطنیہ روانہ ہو گئی جہاں شیخ احمد نی ترکی، انگریزی اور فرانسیسی سیکھہ لی، اور زبانیں پڑھاکر اور ترجمہ کر کی اپنا گذارہ کرتی رہی — کچھہ عرصہ کی بعد حج کیا، اور واپسی میں حلب میں بھی قیام کیا، اور مرزا حسن خان کبیر الملک سی ملاقات کی سید جمال الدین کی صحبت کا ان پر یہہ اثر ہوا کہ تینوں پین اسلامزم (اتحاد اسلام) کا کام نہایت زور شور سی کرتی رہی، اور شیعی علما کی نام ایران، کربلا اور نجف بہت سی چٹھیان لکھیں — شیخ احمد کی مہر پر حسب ذیل شعر کندہ تھا :—

داعی اتحاد اسلامم   احمد روحی آمدہ نامم

امین السلطان اس تحریک سی اس قدر خوفزدہ ہوا کہ اس نی ان سب کی گرفتاری کی کوشش کرنی شروع کردی، اور مرزا محمود خان علاء الملک کو جو قسطنطنیہ میں سفیر ایران تھی یہہ ترغیب دینی شروع کی کہ وہ ترکی حکومت پر اثر ڈال

کراکر تینوں اشخاص کو طرابزون میں جلا وطن کرادین ـ ان کی
خلاف یہہ جرم عائد کیا گیا تہا کہ وہ بانی ہیں ، علماے ایران
سی سازباز رکہتی ہیں ، اور آرمینیوں کو آمادۂ فساد کرتی ہیں ـ
بہر حال وہ تینوں قید کردیے گئی ، اور ناصرالدین شاہ کی
قتل تک وہ زمانہ قید ہی میں تہی ـ چونکہ یہہ سب کو معلوم
تہا کہ قاتل ان تینوں سی واقفیت رکہتا ہی اور چونکہ طرابزون
سی گذرتی وقت اس نی ان سی قید خانہ مین ملاقات کی تہی
اس لئی ان پر بہی سازش قتل میں شریك ہونی کا الزام عائد کیا
گیا ـ اسی بناپر ایرانی گورنمنٹ نی تینوں اشخاص کو حاصل
کرلیا ـ ترکی سرحد پر ترکی محافظ دستہ نی رستم خاں کی حوالہ
کردیا جو اسی غرض سی ایرانی حکومت کی جانب سی بہیجا
گیا تہا ـ وہاں سی تینوں تبریز میں لاے گئی ، جہاں وہ
خفیہ طریقہ سی امین السلطان کی حکم سی ٦ صفر سنہ ١٣١٤ ہجری
کو محمد علی مرزا ولیعہد کی موجودگی میں نہایت سفاکی کی
ساتہہ قتل کردیے گئی *

(ب)

خط و کتابت

سید جمال الدین کا خط مسٹر بلنٹ کی نام

(۱)

پیرس — ۲۱ اپریل سنہ ۱۸۸٤ ع

جناب عالی — آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا جس کی لئی میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ، اور جس کا میں بہت جلد جواب دے رہا ہوں *

اگرچہ مجھی اپنی مصر کی ۱۰ سالہ قیام میں کبھی یہہ معلوم نہیں ہوا کہ مسٹر گارڈن آزادی کی حامی اور اسلام کی رفیق ہیں (۱)

---

(۱) غالباً یہہ اشارہ گارڈن کی اس یادداشت کی جانب ہی جو سنہ ۱۸۸۰ ع میں مرتب کی گئی تہی اور جس میں سلطنت عثمانیہ کی حصی بخری کرنی کی تجویز درج تہی — اس یادداشت کی رو سی مصر انگلستان کو ، شام فرانس کو ، آرمینیا روس کو اور یورپین ٹرکی خود مختار عیسائی سلطنتوں کو تقسیم کیا جانی والا تہا — بلنٹ نی اپنی کتاب (گارڈن خرطوم میں) میں اس کا ذکر کیا ہی — دیکہو صفحہ ٤٤۸ *

تام جو بھروسہ مجھی آپ کی باتوں پر ہی اس کا خیال رکھتی ہوئے میں ان کی افسوس ناک انجام پر بلا تامل اظہار ہمدردی کرتا ہوں ۔ اور اس امر کی متعلق اپنا دلی رنج ظاہر کرتا ہوں کہ وہ ایک ایسی صورت حالات میں گرفتار ہو گئی جو دن بدن نازک ہوتی جا رہی ہی *

میں آپ سی یہہ بات چھپانا نہیں چاہتا کہ اس اعتماد پر نظر رکھتی ہوئے جو مہدی اور اس کی بڑے بڑے ساتھیوں کو جن میں سی اکثر میرے سوڈانی شاگرد رہ چکی ہیں مجھہ پر ہی ۔ میرے لئی یہہ اسان تہا کہ میں اس مصیبت سی گارڈن پاشا کو رہائی دلوا دیتا جو ان پر منڈلا رہی ہی بشرطیکہ گریہم اور عثمان دگنا کی درمیان آخری لڑائی نہ ہوئی ہوتی ۔ لیکن اس خوفناک جنگ کی بعد جس میں بی انتہا عربی خون بہایا گیا ہی ۔ میرا واثق خیال یہہ ہی کہ مہدی اور اس کی رفقا اس نتیجہ پر پہنچ گئی ہیں کہ کھوئی ہوئی زمین کو از سر نو حاصل کرنی اور اپنا وقار جمانی کی لئی یہہ ضروری ہی کہ خرطوم پر قبضہ کرلیا جائے یا مسٹر گارڈن کو گرفتار

بہر حال اگر آپ مبادي صالح کی بارے میں فرانسیسي ان میں مجھی زیادہ تفصیل لکھہ کر بھیجدیں یعني ایسي شرائط صالح و آپ طی کرانا چاھتی ھین اور جو آپ کی نزدیك قابل برائي ھو سکتی ھیں تو میں آپ کی لئی ھر اس خدمت کی ادا نی میں قاصر نہیں رھونگا جو میں موجودہ حالات میں کرسکتا ں اور نیزان موثر ذرائع کو بہم پہنچانی میں جو بد قسمت گاردن ، زندگی کو بچانی میں کام میں لائے جاسکتی ھیں *

جواب کا طالب

فرانسیسي سی ترجمہ کیا گیا) جمال الدین حسیني افغاني

(۲)

پیرس ــ ۲۸ اپریل ــ سنہ ۱۸۸٤ ع

جناب عالي ــ آپ کا مراسلہ گرامي ابھي موصول ھوا ھی می میں نی نہایت غور کی ساتھہ پڑھا ھی ، اور میں اب اس کا ت جلد جواب لکھہ رھا ھون *

آپ کو اُس اھمیت کو نظر انداز نہیں کرنا چاھئی جو عام مسلمانوں کی نزدیك مہدي کی روحاني مشن میں مضمر ھی ، اور

سے کیا مراد لیتی ہیں ـ ان کی نزدیک اس کا مفہوم غیر مسلمون
سے اسلام کي نجات دلوانی والا ہے ــ اب میري سمجھہ میں یہہ
بات نہین آتی کہ مہدي سے کیونکر ایسي صلح کي جاسکتي ہی،
اور کیونکر اس کی پیشقدمي کو روکا جاسکتا ہی جس کي وجہ
سے انگریزوں کو مصر میں رہنی کی اجازت مل جاسے؛ لیکن اگر
مبادي صلح یہہ ہوں کہ مصر مصریوں کی پاس رہي، یہہ کہ
گارڈن پاشا مع اپنی عیسائي رفقاکی بچالئی جائین، اور یہہ کہ
انگریزي افواج مصر سے ہٹالي جائیں تواس صورت میں میراخیال ہی
کہ اس معاملہ کو خوشگوار انجام تك پہنچانا ممکن ہوسکیگا اگرچہ
یہہ کام بالکل آسان نہیں ہی ــ اس سے مہدي کی حملہ کو بھي
ایك وقت خاص تك روکا جاسکتا ہی، اور خاص جگہ تك محدود
کیا جاسکتا ہی ـ ایسي صورت مین یہہ ضروري ہوگا کہ اس کا
وفدجس میں زیادہ ترمسلمان اور چندانگریزہوں،مہدي کي خدمت
میں بھیجا جاسے ـ مسلمانوں کو یہہ کہنی کی ہدایت کردي جاسے
کہ ہم مصر کی اسلامي قوم کي طرف سے آئی ہیں اسلئی کہ اگر
انہین مصریہ حکومت کی جانب سے بھیجاجائیگا تو مجھی یقین

کو حکومت انگریزي سے نفرت ہے ، اور چونکہ وہ حکومت انگریزي کے نمایندہ ہون گے، اسلئے ان کي درخواستون پرغور نہین کیا جائیگا۔ شیخ المرغني کے ذریعہ سے اس کا کافي ثبوت مل چکا ہے باقي رہا ان انگریزوں کا مسئلہ جو اس مشن کے رکن ہونگے تو ان کے متعلق یہہ اچہي طرح سے سمجہ لیا گیا ہے کہ وہ اپنی گورنمنٹ کے افسر ہونگے اگرچہ واقعہ یہہ ھي کہ تمام اشخاص خواہ وہ مسلمان ہوں یا عیسائي ، انگریزي مشن کي ممبر ہونگي اگر اس مشن کو بہیجنے کا فیصلہ ہو گیا ، اورآن حالات میں جنکے بیان کرنے کي میں آپ کے روبرو جرأت کررہا ہوں، مجھے یقین ہے کہ آپ مشن کے سب سے پہلے ممبر نامزد کئي جائینگي کیونکہ مسلمانوں کو آپ جیسا حامي و مددگار میسر نہیں آسکتا — باقي رہے وہ مسلمان جنکا بہیجنا ضروري سمجھا جائیگا سو میں ان کے نام بتادونگا اور آپ ان ناموں کو عین موقع پر ظاہر کردین، جب کہ خاص طرز عمل کے متعلق فیصلہ ہوچکا ہو *

آپ مجھہ سے استفسار کرتے ہیں کہ توفیق پاشا کي جگہہ پر کس شخص کو مقرر کرنا چاہئے میرا جواب یہہ ھي کہ جب موقع

مشکل ہوگا ۔ وہ شخص وہی ہوگا جسے مصري قوم چاهتي هی اور
اس کي سوائی اور کوئی نہیں ہوسکتا *

آپ کا محب صادق

(فرانسیسی سی ترجمہ کیا گیا) (دستخط) جمال الدین
حسینی افغانی

پیرس — ۷ مئي سنہ ۱۸۸٤ع

جناب عالي — میں ابهي اٹلي سی آیا ہوں میوزن کی نمائش
میں بهي گیا تها آج صبح آپ کی دو چٹهیاں مجهی موصول ہوئي
میں جنہیں میں نی نہایت غور کی ساتهہ پڑها هی *

آپ کی آخري خط سی یہہ معلوم ہوتا هی کہ آپ گارڈن کی
انجام سی زیادہ سروکار نہ رکهینگی — اور اس سی ایک مرتبہ
اور آپ کي روح کي عظمت اور وفاداري کا نقش میری دل پر
بیٹه گیا هي — آپ کي اس دلی خواهش کا کہ آپ جنرل گارڈن
کی متعلق خط وکتابت والي بلو بک مجهی بهیجنا چاهتی هیں جس کي
مدد سی آپ نی بلاشبہ یہہ ثابت کردیا هی کہ جنرل موصوف آزادي
کی حامي یا اسلام کی محافظ نہ تهی شکریہہ ادا کرتی هوئی میں

بالخصوص اور هر عرب یا مشرقي کي دل میں بالعموم منقش رهیگاه اسلامی که جو دلچسپی آپ ان کي معاملات می لی رهی هیں، وه ایسي هی که وه مشکور هونی بغیر نهیں ره سکتی مجهی امید هی که آپ اپني مخصوص وفاداري کیساتهه اسي شاندار راسته پر گامزن رهینگی اور یهه که خدائے برتر اس محنت کا اجر آپ کو دیگا جو آپ ان کی لئی کررهي*

براه کرم میدم بلنٹ کي خدمت مین میرا سلام نیاز پهنچا دیجئي، اور یقین رکهئی که میري خدمات هر وقت آپ کی لئی حاضر هین*

(فرانسیسي می ترجمه کیا گیا) آپ کا صادق

جمال الدین حسیني افغاني

پیرس — ۱۲ مئي سنه ۱۸۸۵ع

سلام کی بعد میں هی صرف آپ کي ان نمایان کوششون کا مرهون منت نهین هون جنکي وجه می گورنمنٹ سوڈان کا علاقه خالی کردیني پر مجبور هو گئی هی، نهیں، یقین رکهي که تمام مسلمان بالخصوص عرب آپ کی اس کارنامه پر ته دل می شکر گزار هین

قیمتي پتھروں کی حروف میں لوح پر لکھا جائیگا اور عزت و احترام کي تمام القاب می مزین کیا جائیگا*

لکین ابھي تك ایك کام ایسا ھی جو باقي رہ گیا ھی ، اور وہ یہہ ھی کہ آپ گورنمنٹ می کہیں کہ "مہدي می عہد نامہ کئی بغیر کس طرح سی اس سرزمین کو خالی کیا جاسکتا ھی ، اور یہہ کہ مہدي کی حملوں کو روکنی کی ذمہ داري کس پر عائد ھوتی ھي ساتھہ ھی یہہ کہ گورنمنٹ شاہ راہ سے تجارت کو کس طرح مسدود رھنی کی اجازت دیسکتی ھی؟" کیا ایسي حالت مین جبکہ گورنمنٹ نی سوڈان خالی کر دیني کا تہیہ کرلیا ھی گورنمنٹ پر واجب نہیں کہ وہ کسي قابل اعتماد شخص کو مہدي کی پاس شرائط صلح مرتب کرنی کی غرض می بھیجی اور مصر کو اسکی حملوں می بچائی اور اسطرح قتل و خونریزي کو بند کراسے اور تجارتی راستوں کو کھلوا دیسے؟ میرا خیال ھي کہ اگر یہہ سوال پارلیمنٹ کی روبرو پیش کیا جائیگا تو سب ممبر اس سی اتفاق راسے ظاھر کرنیگی*

مجھی یہہ کام آسان معلوم ھوتا ھی ، اور یہہ کہ اخراجات

ضرورت پڑیگی۔ لیکن مہدی سے صلح کئے بغیر صورت حالات کبھی پایہٴ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتی یہی وہ بات ہے جس کا آپ تک پہنچانا میں ضروری سمجھتا ہوں *

آپ کو اور آپ کی بیگم صاحبہ کو میرا سلام پہنچے *

آپ کا دوست

(عربی سے ترجمہ کیا گیا) جمال الدین حسینی افغانی

(۱)

(ج)

عروۃ الوثقیٰ کے اقتباسات

ناصرالدین شاہ کا استبداد

اس اخبار میں بالعموم دنیائے اسلام کے متعلق مضامین درج ہوا کرتے تھے جن میں سید اپنی عادت کے مطابق نہایت بیباکی اور صاف گوئی برتا کرتے تھے۔ انہیں ان خطرات کا کما حقہ احساس تھا جو یورپین حرص و آز کی وجہ سے اسلامی ممالک کو ہر وقت گھیرے رہتے تھے اور جن سے ان کی آج تک مخلصی نہیں

رهتی تهی، مبادا دول یورپ کسی بہانہ سی اسلامی ممالک میں مداخلت کر بیٹھیں، اور رفتہ رفتہ انہیں اپنی سلطنت میں جذب کر لیں، انہوں نی افغانستان کی ہمیشہ مدح سرائی کی کیونکہ وہ ایک ایسا اسلامی ملک ہی جس نی اب تک یورپ کی ہوس ملک گیری اور اقتدار کا کامیابی کی ساتھہ مقابلہ کیا ہی ناصرالدین شاہ کی قیصریت و استبدادیت کی وہ جانی دشمن تہی بہرحال وہ اسکی پالیسی کو یوں بیان کرتی ہیں:—

« جب اس بادشاہ کو یعنی اس گنہہ گار آدمی کو (ایران کی) سلطنت ملی تو اس نی رفتہ رفتہ علما کی حقوق میں مداخلت کرنا اور اپنی استبدادی اوامر و نواہی کو بلاروک ٹوک عمل میں لانی اور جور و ظلم کو وسعت دینی کی غرض سی ان کی مدارج کو گھٹانا اور ان کی اثر کو کم کرنا شروع کردیا اسی سبب سی اس نی کئی ایک کو بیحرمتی کی ساتھہ ملک بدر کردیا اور باقیوں کو قرانی احکام سنانی سی روکدیا اور انہیں ظلم کی مسکن (طہران) میں رہنی کی لئی مجبور کیا تا کہ وہ ہمیشہ بیغیرتی کی زندگی بسر کریں اس طریقہ سی اسکی لئی راستہ صاف ہوگیا اور

افعال شنیعه کا ارتکاب کیا اور برملا ہر قسم کی فواحش کئی اور غریبوں اور حاجتمندوں سی اور نیز بیواؤں اور یتیموں مي جو روپیہ اس نی جبراً حاصل کیا تھا اسی اپنی حیواني عیش پرستیوں کي نذر کردیا*

اسکي بعد جب اس کي حماقت مختلف صورتوں سی ترقي پزیذ ہو گئي تو اس نی ایك بیوقوف ذلیل (۱) شخص کو اپنا وزیر منتخب کیا جو نہ کسي مذہب کا پابند تھا، اور نہ عقل و دانش سی آراستہ تھا اور نہ کسي قسم کی ذاتي وجاہت رکھتا تھا جونہي کہ اس گنہ گار شخص کو اختیارات ملی اس نی فوراً مذہب کی بربادي شروع کردي اور چونکہ وہ کمینی اور ذلیل خاندان سی تعلق رکھتا تھا اس لئی اس نی اسلامي ملك کو قلیل قیمت پر فروخت کرنی می دریغ نہیں کیا اس پر فرنگیوں نی سوچا کہ کسي قسم کا مقابلہ یا جنگ کئی بغیر سلطنت ایران پر قبضہ کرلینی کا وقت آگیا ہی، اور انہوں نی یہہ خیال کیا کہ علما کا اثر جو قلعۂ اسلام کو ہمیشہ بچایا کرتی تھی، کم ہو گیا ہی، اور ان کي طاقت رخصت ہوچکی ہی، اور اسي لئی سب کی سب منہ

---

(۱) مرزا علی اصغر خان امین السطان جسی بعد میں اتابك اعظم کا اعلی خطاب دیا

کھول کر اس سلطنت کا حصہ نگلنی کو آگی بڑھی *

اس پر حق کو جنبش ہوئي ، باطل پر اس نی اپنا قہر نازل کیا ، اور اسی کچل دیا ، اور اس کي ہر امید افزا کوشش کو مایوسي میں بدل دیا ، اور ہر ہٹ دھرم ظالم کو خاک میں ملا دیا — میں سچ کہتا ہوں — اے مسلم سردارو ! تم نی اپنی مستقل مزاجي سی اسلام کي عظمت میں چار چاند لگادے ہیں — اس کی مبارک نام کي لاج رکھ لی ہی ، اور دشمنوں کي دلوں کو خوف و ہراس سی بھر دیا ہی — تمام غیر ملکیوں کو معلوم ہوگیا ہی کہ تمہاري قوت کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا ، تمہاري طاقت مغلوب نہیں ہوسکتي ، اور تمہارا قول نظر انداز کئی جانی کی قابل نہیں ہی ، یہہ کہ تم اس سرزمین کی رہنی والی ہو ، اور یہہ کہ لوگ تمہارے کہنی میں ہیں ۔ لیکن خطرہ اب زیادہ ہوگیا ہی ، اور حالت پہلی سی نازک ہوگئي ہی — اس لئی کہ شیاطین اس تکلیف کي تلافي کرنی کی غرض سی متحد ہوگئی ہیں جو انہیں پہنچ چکي ہی ، اور اب وہ اپنا مقصد پورا کرنی کي کوشش میں مصروف ہیں ، اور وہ اس

نگرانی کی تگ و دو میں مصروف ہیں ۔ انہوں نے اسے یہہ بتایا ہے
کہ صرف اپنی فوج کے افسروں کی فرمانبرداری کے ذریعہ وہ
اپنے احکام کی تعمیل کراسکتا ہے ، اور یہہ کہ یہہ افسر (ایرانی
اور مسلم ہونے کی وجہ سے) علما کے حکم کے خلاف ورزی نہ
کرسکینگے ، اور ان پر کسی طرح کا ظلم روا نہ رکھینگے ، ان
افسروں کی جگہ پر یورپین افسروں کا تقرر کیا جاوے ۔ ان
شیاطین نے اس احمق غدار کو نمونہ کے طور پر یہہ بتایا ہے کہ
رائل باڈی گارڈ کی کمان اور کاسک بریگیڈ کی نگرانی
کی جاوے (۱) *

اس طریقہ سے یہہ کافر اور اس کے مشیر غیر ملکی افسروں کو
ملک میں مقرر کرنے کی کوشش کررہے ہیں ، اور شاہ نے اپنے دیوانہ
پن کے باعث اس تجویز کو منظور کر لیا ہے اور اسپر خوشی کے
مارے پہولا نہیں سماتا *

---

(۱) اس سے سید کی دوراندیشی پر روشنی پڑتی ہے اس لئے کہ کرنل کوف اور
دوسرے روسی افسر بہی موجودہ شاہ کی ملازمت میں تہے ، سنہ ۱۹۰۸ع کے
افسوسناک واقعات باعث ہے کاسک بریگیڈ سنہ ۱۸۸۲ع میں روسی حکومت کی
یہاں قائم کیا گیا تہا اور کرنل کوڈ کافسکے اسکا پہلا کمانڈر تہا اس وقت روس کا

"خدا کی قسم! جنون اور کفر لازم و ملزوم ہیں۔ حماقت اور اور طمع دونوں مذہب کو تباہ کرنے اور شریعت مقدسہ کو منسوخ کرنے، اوردار الاسلام کو غیر مذہبوں کے حوالہ کرنے کی غرض سے متحد ہو گئے ہیں اور یہہ سب کچھہ مقابلہ کئے بغیر ہورہا ہے*

"اے ہادیان قوم! اگر تم اس فرعون کو یونہی چھوڑدو گے، یا اسے تخت سے اتارنے میں جلدی نہ کروگے تو سمجھہ لو کہ معاملہ ہاتھہ سے نکل گیا اور پھر اس مرض کا علاج کرنا مشکل ہوجائیگا*

سودا مکتوب (۱)

نور دیدہ میرزا لطف اللہ [۲]

مکتوب تو کہ کاشف بر حسن طویت و طہارت سریت و لیاقت ذاتیہ و استعدادات فطریہ بود رسید ـ بسیار خوش شدم خصوصاً عبارت آن کہ در نہایت انسجام و غایت ارتباط بود با مراعات تشبیہات

(۱) یہہ مکتوب ایران شہر بابت ماہ صفر سنہ ۱۳۴۳ ہجری سے لیا گیا ہے*

انیقه واستعارات بدیعه ـ آفرین بر تو باد جوانان را ادب زیب و زیور کمال است معهذا بناید بدین اکتفا نمود ـ چون قناعت بحدی از درجات کمال با وصف اینکه او ر احدو پا یانی نیست ، ازدون همتی و پست فطرتی است نوشته بودی برای زیارت من میخواهی بپاریس بیائی ، چنانچه جهت زیارت من می آئی ـ باید مطیع شده اطاعت امر نمائی ـ حال موقع نیست زمانی مناسب دیده تورا خواهم طلبید ـ و الا هر گاه خلاف امر نموده بیائی به عظمت حق سوگنداست که اگر در شهر پاریس باشی ، روی مرا نه خواهی دید ـ یاران زنده را اسلام برسان ـ مکارم اخلاق ناصری را مطالعه کنی

جمال الدین الحسینی

تاریخ الامت

مصنفه حافظ محمد اسلم صاحب جیراجپوری۔ تاریخ اسلام کا یه سلسله صحیح تاریخی اصول اور تحقیق و تنقید کی ساتهه اردو مین پهلی بار شائع هو رها هی اس کی مطالعه سی هر شخص نهایت آسانی سی مسلمانون کی تاریخی کار ناموں سی واقف هو سکتا هی۔ جامعه ملیه اور صوبۂ متوسط و برار کی محکمۂ تعلیم نی اسی اپنی مدارس کی لئی بهی پسند کیا هی اب تك چهه حصص شائع هو چکی هین جو حسب ذیل هین :—

(۱)	حصه اول سیرة الرسول	۱ روپیه ۸ آنه
(۲)	حصه دوم خلافت راشده	۲ روپیه
(۳)	حصه سوم خلافت بنی امیه	۱ روپیه ۸ آنه
(۴)	حصه چهارم خلافت عباسیه جلد اول	۲ روپیه
(۵)	حصه پنجم خلافت عباسیه جلد دوم	۲ روپیه
(۶)	حصه ششم عباسیه مصر	۲ روپیه

ملنی کا پته :— مکتبه جامعه ملیه اسلامیه دهلی

مطبوعه جامعه ملیه اسلامیه دهلی

یاد رکھنی کی بات

مشہور مصنفین اردو مثلاً مرزا غالب خواجہ حالی۔ علامہ شبلی۔ مولانا آزاد۔ مولانا نذیر احمد۔ مولوی ذکاء اللہ۔ مولانا شرر مرحومین وغیرہ اور علامہ سر اقبال۔ مولانا سید سلیمان۔ مولانا عبدالسلام ندوی۔ مولانا عبدالحق (اردو) مولانا عابد حسین۔ ڈاکٹر ذاکر حسین۔ مولانا اسلم جیراجپوری۔ خواجہ عبدالحی فاروقی۔ مولانا عبدالماجد دریابادی۔ مسٹر الیاس برنی۔ مولانا راشد الخیری۔ خواجہ حسن نظامی۔ منشی پریم چند وغیرہ وغیرہ اور اردو کی تقریباً جملہ مصنفین کی بلند پایہ تصانیف و تراجم

شرکت کاویانی برلن (جرمنی)

اور

ہندوستان کی دارالاشاعتوں کی تقریباً

جملہ کتابیں ہماری ہان موجود رہتی ہیں

مفصل فہرست پتہ ذیل سی طلب کیجئے

منیجر مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ قرول باغ دہلی